www.alahazratnetwork.org

رسالہ

ھادی النّاس فی رسوم الاعراس ۱۳۱۲ھ

(شادیوں کی رسومات کے بارے میں لوگوں کے لئے راہنما)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۹۰: از کانپور مدرسۂ فیض عام مرسلہ مولوی احمد حسن صاحب ۲۱ جمادی الاولٰی ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے دیار میں اس طرح کا رواج ہے کہ شادی کے دن طرح بطرح کا تماشا کرتے ہیں یعنی آتشبازی و بندوق اور گانا بجانا، اور لکڑی کھیلنا وغیرہ۔ ان سب سامان کے ساتھ نوشاہ کو پالکی پر سوار کرکے تماشا کرتے ہوئے دُلھن کے مکان میں جاتے ہیں، آیا یہ سب امورِ مذکورہ بحسبِ شرع شریف جائز ہیں یا نہیں؟ فقط۔

الجواب

نوشہ کو پالکی میں سوار کرنا مباح و جائز ہے لان من الرسوم العامۃ التی لامضر فیھا من الشرع (اس لئے کہ یہ اُن عادی رسموں میں سے ہے شریعت میں جن پر کوئی طعن نہیں۔ ت) اور لکڑی پھینکنا، بندوقیں چھوڑنا اور اس قسم کے سب کھیل جائز ہیں جبکہ اپنے اور دوسرے کی مضرّت کا اندیشہ نہ ہو، اور ان سے مقصود کوئی غرض محمود جیسے فنِ سپہگری کی مہارت ہو، نہ مجرد لہو و لعب لانھما من جنس النضال المستثنٰی فی الحدیث (کیونکہ یہ وہ کھیل ہیں جن کو حدیث میں مستثنٰی قرار دیا گیا ہے۔ ت) اور اگر

صرف کھیل کود مقصود ہو تو مکروہ۔

فی الدر المختار کرہ کل لھو، لقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام کل لھو المسلم حرام الا ثلاثۃ ملاعبتہ باھلہ وتادیبہ لفرسہ و مناضلتہ بقوسہ[1] اھ، وفی ردالمحتار فی الجواھر قد جاء الاثر فی رخصۃ المصارعۃ لتحصیل القدرۃ علی المقاتلۃ دون التلھی فانہ مکروہ اھ والظاھر انہ یقال مثل ذٰلک فی تادیب الفرس والمناضلۃ بالقوس[2] اھ وفیہ عن القھستانی عن الملتقط من لعب بالصولجان یرید الفروسیۃ یجوز[3] اھ وفی الدر المصارعۃ لیست ببدعۃ الا للتلھی فتکرہ، برجندی[4] اھ وفیہ وکذا یحل کل لعب خطر لحاذق تغلب سلامتہ

درمختار میں ہے ہر کھیل مکروہ ہے حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ مسلمان کیلئے ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کے (یعنی مسلمان کے لئے سوائے تین کے باقی ہر کھیل حرام اور ممنوع ہے اور جو تین کھیل مباح ہیں وہ یہ ہیں) (۱) خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (دل لگی کرنا)۔ (۲) اپنے گھوڑے سے کھیلنا (اس کی تربیت اور سکھلائی کرنا) اور (۳) اپنی کمان سے تیراندازی کرنا اھ، فتاوٰی شامی میں الجواہر کے حوالہ سے ہے کہ حدیث میں باہم کشتی کرنے کی اجازت موجود ہے یعنی جنگ وجہاد کے لئے قوت حاصل کرنے کے لئے، نہ کہ کھیل کود کے لئے، کیونکہ محض کھیل کود تو مکروہ ہے اھ، اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کا اطلاق گھوڑے کو سکھانے اور کمان سے تیراندازی کرنے پر کیا جاتا ہے اھ، اسی میں قہستانی سے بحوالہ الملتقط مرقوم ہے جس کسی نے صولجان یعنی گھڑدوڑ کا کھیل کیا تو یہ جائز ہے اھ، درمختار میں ہے کہ باہم کشتی کرنا بدعت نہیں مگر یہ کہ محض کھیل کود کیلئے نہ ہو برجندی اھ، اور اسی میں ہے کہ ہر ایسا

---

[1] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۸

[2] ردالمحتار " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳و۲۵۲

[3] " " " " " " " ۵/ ۲۵۸

[4] الدرالمختار " " " مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۹

كرمي الرام وصيد لحية. ويحل التفرج عليهم حينئذ[1] اھ وفيه عند عد المباحات والسباحة والصولجان والبندق ورمي الحجر واشالة الحجر والشباك والوقوف على رجل[2] الخ في الشامية البندق اي المتخذ من الطين ومثله المتخذ من الرصاص[3]

کھیل جوکسی ماہر کو کھٹکے میں ڈال دے مگر اس میں سلامتی غالب ہو وہ جائز ہے جیسے کسی تیرانداز کے لئے تیراندازی کرنا اور کسی قبیلہ کے لئے شکار کرنا۔ پھر ان پر اس وقت خوشی کرنا جائز ہے اھ انہی مباح کاموں کو شمار کرنے کے سلسلہ میں ہے تیرنا، گھڑدوڑ کرنا، ڈھیلے پھینکنا، تیر مارنا (الشباك آپس میں ایک دوسرے کی بند مٹھیاں کھولنا اور ایک پاؤں پر کھڑا ہونا وغیرہ الخ (یہ سب کھیل جائز اور مباح ہیں) فتاوٰی شامی میں ہے "البندق" جو گارے سے تیار کیا جائے اور اسی کی مانند وہ ہے جو سیسہ سے بنایا جائے۔ (ت)

آتشبازی جس طرح شادیوں اور شب برات میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضییع مال ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا۔

قال الله تعالٰی لاتبذر تبذیرا ○ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ○ وکان الشیطان لربه کفورا[4]

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: کسی طرح بے جا نہ خرچ کیا کرو کیونکہ بے جا خرچ کرنیوالے شیاطین کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت بڑا ناشکر گزار ہے (ت)

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله تعالٰی کرہ لکم ثلثا قیل وقال واضاعة المال وکثرۃ السوال، رواہ البخاری[5] عن المغیرۃ بن

بے شک اللہ تعالٰی نے تمہارے لئے تین کاموں کو ناپسند فرمایا: (۱) فضول باتیں کرنا (۲) مال کو ضائع کرنا (۳) بہت زیادہ سوال کرنا اور

---

[1] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴۹

[2] " " " " " "

[3] ردالمحتار " " داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۵۹

[4] القرآن الکریم ۱۷/۲۶ و ۲۷

[5] صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالٰی لایسئلون الناس الحافا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۰۰ و ۲/۸۸۴
صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النھی عن کثرۃ المسائل " " ۲/۷۵ و ۷۶

شعبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مانگنا۔ امام بخاری نے اس کو حضرت مغیرہ بن بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

شیخ محقق مولنا عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنۃ میں فرماتے ہیں:

من البدع الشنیعۃ ما تعارف الناس فی اکثر بلاد الھند من اجتماعھم للّھو واللعب بالنار، واحراق الکبریت[1] اھ مختصرا۔

بُری بدعات میں سے یہ اعمال ہیں جو ہندستان کے زیادہ تر شہروں میں متعارف اور رائج ہیں جیسے آگ کے ساتھ کھیلنا اور تماشہ کرنے کے لئے جمع ہونا، گندھک جلانا وغیرہ اھ مختصراً۔ (ت)

اسی طرح یہ گانے بجانے کہ ان بلاد میں معمول و رائج ہیں بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہیں خصوصاً وہ ناپاک وملعون رسم کہ بہت خرانِ بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملاعین بے بہبود سے سیکھی یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین و حاضرات کو لچھے دار سنانا سمدھیانہ کی عفیف و پاکدامن عورتوں کو الفاظِ زنا سے تعبیر کرنا کرانا خصوصاً اس ملعون بے حیا رسم کا مجمع زناں میں ہونا، اُن کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا، قہقہے اڑانا، اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سُنا کر بدلحاظیاں سکھانا، بے حیا، بے غیرت، خبیث، بے حمیت مردوں کا اس شُہدہ پن کو جائز رکھنا۔ کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا، مگر بندوبست قطعی نہ کرنا، یہ وہ شنیع، گندی اور مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اُترتی ہیں، اِس کے کرنے والے، اس پر راضی ہونے والے، اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے سب فاسق فاجر، مرتکب کبائر، مستحق غضب جبّار و عذابِ نار ہیں، والعیاذ باللہ تبارک وتعالےٰ۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے آمین۔ جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں، اور اگر نادانستہ شریک ہوگئے تو جس وقت اِس قسم کی باتیں شروع ہوں یا اُن لوگوں کا ارادہ معلوم ہو تو سب مسلمان مردوں عورتوں پر لازم ہے کہ فوراً اسی وقت اُٹھ جائیں اور اپنی جورو، بیٹی، ماں، بہن کو گالیاں نہ دلوائیں، فحش نہ سنوائیں ورنہ یہ بھی اُن ناپاکیوں میں شریک ہونگے اور غضب الٰہی سے حصہ لیں گے والعیاذ باللہ رب العالمین، زنہار زنہار اس معاملہ میں حقیقی بہن بھائی

---

[1] ماثبت بالسنۃ ذکر شہر شعبان المقالۃ الثالثۃ ادارہ نعیمیہ رضویہ موچی گیٹ لاہور ص ۲۸۲

بلکہ ماں باپ کی بھی رعایت و مروّت روا نہ رکھیں کہ،

لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی۔ اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔[۱]

ہاں شرع مطہر نے شادی میں بغرضِ اعلان نکاح صرف دف کی اجازت دی ہے جبکہ مقصودِ شرع سے تجاوز کرکے لہوِ مکروہ و تحصیل لذت شیطانی کی حد تک نہ پہنچے۔ ولہذا علماء شرط لگاتے ہیں کہ قواعدِ موسیقی پر نہ بجایا جائے، تال سم کی رعایت نہ ہو نہ اس میں جھانج ہوں کہ وہ خواہی نخواہی مطرب و ناجائز ہیں۔ پھر اس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے، نہ شرف والی بیبیوں کے مناسب بلکہ نابالغہ چھوٹی چھوٹی بچیاں یا لونڈیاں باندیاں بجائیں اور اگر اس کے ساتھ کچھ سیدھے سادے اشعار یا سہرے سہاگ ہوں جن میں اصلاً نہ فحش ہو نہ کسی بے حیائی کا ذکر، نہ فسق و فجور کی باتیں، نہ مجمع زنان یا فاسقان میں عشقیات کے چرچے، نہ نامحرم مردوں کو نغمۂ عورات کی آواز پہنچے۔ غرض ہر طرح منکراتِ شرعیہ و مظانِ فتنہ سے پاک ہوں، تو اس میں بھی مضائقہ نہیں، جیسے انصارِ کرام کی شادیوں میں سمدھیانے جاکر یہ شعر پڑھا جاتا تھا:

اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم[۲]

یعنی ہم تمھارے پاس آئے ہم تمھارے پاس آئے، اللہ ہمیں زندہ رکھے تمھیں بھی جلائے یعنی زندہ رکھے۔

پس اس قسم کے پاک وصاف مضمون ہوں، اصل حکم میں تو اسی قدر کی رخصت ہے مگر حالِ زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی جائے کہ جہالِ حال خصوصاً زنانِ زماں سے کسی طرح امید نہیں کہ انھیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے اس کی پابند رہیں اور حدِ مکروہ و ممنوع تک تجاوز نہ کریں، لہذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند کیا جائے، نہ انگلی ٹیکنے کی جگہ پائیں گی نہ آگے پاؤں پھیلائیں گی، خصوصاً بازاری فاجرہ فاحشہ عورتوں، رنڈیوں، ڈومنیوں کو تو ہرگز ہرگز قدم نہ رکھنے دیں کہ اُن سے حدِ شرعی کی پابندی محال عادی ہے۔ وہ بے حیائیوں فحش سرائیوں کی خوگر ہوتی ہیں۔

---

[۱] مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث حکم بن عمرو الغفاری المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۶۶، ۶۷
المعجم الکبیر حدیث ۳۱۵۰ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۳/ ۲۰۸
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دار الفکر بیروت ۳/ ۱۲۳

[۲] سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب فی الغناء والدف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸

منع کرتے کرتے اپنا کام کر گزریں گی بلکہ شریف زادیوں کا اُن آوارہ بد وضعوں کے سامنے آنا ہی سخت بیہودہ و بیجا ہے۔ صحبتِ بد زہرِ قاتل ہے، اور عورتیں نازک شیشیاں ہیں جن کے ٹوٹ جانے کے لئے ایک ادنیٰ سی ٹھیس بھی بہت ہوتی ہے اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یا انجشة رویدًا بالقواریر[1] (اے انجشہ! ٹھہر جاؤ کہیں کانچ کی شیشیاں ٹوٹ نہ جائیں۔ ت) فرمایا۔

هذا كله ظاهر بين عند من نور الله تعالىٰ بصيرته وجميع ما نهينا عنه فان عليه دلائل ساطعة من القرأن العظيم والحديث الكريم والفقه القويم بيد ان وضوح الحكم اغنانا عن سردها فلنذكر بعض دلائل على ما ذكرنا اباحته فانا نرى ناسًا يشددون الامر يطلقون القول بالتحريم و منهم من يبيح ضرب الدف بشرط ان لا يكون معه شئ من الشعر وانما يكون محض دف مع ان الاحاديث ترد ذٰلك كما ستعلم مما هنالك ، اخرج الامام البخاری فی صحیحه من الربيع بنت معوذ بن عفراء قالت جاء النبی صلی الله تعالیٰ علیه و اٰله وسلم

یہ سب کچھ اچھی طرح واضح ہے ہر اس بندے پر جس کو اللہ تعالیٰ نے دل کی روشنی بخشی ہے اور تمام وہ باتیں جن سے ہم نے منع کیا ہے کیونکہ اس پر قرآن عظیم حدیث مبارکہ اور فقہ قویم کے روشن دلائل موجود ہیں۔ لہذا واضح حکم نے ہمیں اس کی تفصیل سے بے نیاز کر دیا ہے، پھر ہم بعض دلائل بیان کرتے ہیں اس مسئلہ پر جس کی اباحت (پہلے) ہم نے ذکر کر دی، کیونکہ کچھ لوگوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ معاملہ میں سختی کرتے ہیں اور مطلق تحریم کا قول ذکر کرتے ہیں (قول بالتحریم مطلق بیان کرتے ہیں) اور کچھ وہ لوگ ہیں جو دف بجانا مباح کہتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ اشعار نہ پڑھے جائیں بلکہ صرف دف بجائی جائے، حالانکہ احادیث میں اس کی تردید آئی ہے اور جو کچھ یہاں مذکور ہوگا عنقریب تم جان لوگے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں ربیع بنت معوذ بن عفراء کے حوالے سے تخریج فرمائی کہ اس بی بی نے فرمایا کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے ہاں

---

[1] صحیح البخاری — کتاب الادب — قدیمی کتب خانہ کراچی — ۲/ ۹۰۸-۱۰
صحیح مسلم — کتاب الفضائل باب رحمۃ صلے اللہ علیہ وسلم النساء — " " " — ۲/ ۲۵۵
مسند احمد بن حنبل — عن انس رضی اللہ عنہ — المکتب الاسلامی بیروت — ۳/ ۲۵۴

فدخل حسین بن علی فجلس علی فراشی کمجلسك منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من اٰبائی یوم بدر[1] الحدیث۔

تشریف لائے تو حضرت حسین بن علی حاضر خدمت ہوئے اور میرے بچھونے پر اس طرح تشریف فرما ہوئے جیسے تمہارا میرے پاس بیٹھنا ہے اور ہماری کچھ بچیاں دف بجا بجا کر ہمارے اکابر شہداء بدر کے مرثیے پڑھتی رہیں الحدیث۔

واخرج ایضا عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا انہا زفت امرأۃ الی رجل من الانصار فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماکان معکم لھو فان الانصار یعجبھم اللھو[2]، واخرج القاضی المحاملی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما فی ھذا الحدیث انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ادرکیھا یا زینب امرأۃ کانت تغنّی بالمدینۃ[3]، واخرج ابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال انکحت عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا ذات قرابۃ لہا من الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اور یہ بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی سند سے تخریج فرمائی کہ ایک دلہن اپنے انصاری شوہر کے گھر رخصت کی گئی تو حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی کھیل (گانے بجانے) کا سامان نہ تھا کیونکہ انصار اس سے جوش میں آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ قاضی محاملی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی کہ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے زینب! کسی ایسی عورت سے رسائی حاصل کرو جو مدینہ منورہ میں گانے والی ہو۔ محدث ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس کے حوالہ سے تخریج فرمائی (اللہ تعالٰی دونوں سے راضی ہو) انھوں نے فرمایا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے قبیلہ انصار میں اپنی ایک قرابتدار کا نکاح کیا تو حضور اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

---

[1] صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف بالنکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۷۳

[2] " " باب النسوۃ اللاتی یہدین المرأۃ الخ " " " ۲/۷۷۵

[3] فتح الباری بحوالہ المحاملی کتاب النکاح " " " مصطفی البابی مصر ۱۱/۱۴۳
عمدۃ القاری " " " ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۰/۱۴۹

فقال اھدیتم الفتاۃ قالوا نعم قال الا
ارسلتم معھا من تغنی قالت لا،
فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ
وسلم ان الانصار قوم فیھم غزل
فلو بعثتم معھا من یقول اتینٰکم اتینٰکم
فحیانا وحیاکم[1] فاخرج الطبرانی
عن السائب بن یزید رضی اللہ
تعالٰی عنہ قال لقی رسول
اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
جواری یتغنین یقلن تحیونا
نحییکم فقال لاتقولوا ھکذا
ولکن قولوا حیانا وایاکم
فقال رجل یارسول اللہ اترخص
للناس فی ھذا قال نعم
انہ نکاح لاسفاح[2] واخرج
احمد والترمذی والنسائی
وابن ماجۃ عن محمد
بن حاطب الجمحی عن
النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ
وسلم قال فصل ما بین
الحلال والحرام الصوت

تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کیا تم نے اس نوجوان
لڑکی کو کوئی ہدیہ (تحفہ) دیا ہے؟ گھروالوں نے
عرض کی: جی ہاں۔ پھر فرمایا: کیا تم نے اس
کے ساتھ کوئی گانے والی بھیجی ہے؟ سیدہ نے
عرض کی: جی نہیں۔ حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ
وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصار کچھ ایسے
لوگ ہیں کہ جن میں غزلیات پڑھنے کا رواج ہے
لہذا اگر تم لوگ اس دلہن کے ساتھ کوئی ایسا شخص
بھیجتے جو کہتا اتیناکم اتیناکم الخ یعنی ہم تمہارے
پاس آگئے اللہ تعالٰی ہمیں بھی زندہ رکھے اور
تمھیں بھی زندہ رکھے۔ امام طبرانی نے حضرت
سائب بن یزید رضی اللہ تعالٰے عنہ کے حوالہ سے
تخریج فرمائی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم
کی ملاقات چند بچیوں سے ہوئی جو گارہی تھیں اور یہ
کہہ رہی تھیں کہ ہم تمھیں اپنی زندگی بخشتی ہیں تم ہمیں بخشو
آپ نے فرمایا: یوں نہ کہو بلکہ یوں کہو حیانا
وایاکم اللہ تعالٰے ہمیں بھی زندہ رکھے اور تمھیں
بھی زندہ رکھے۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ
صلے اللہ علیک وسلم! کیا آپ لوگوں کو اس
بات کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اے
برادر! یہ نکاح ہے کوئی بدکاری تو نہیں ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب الغناء والدف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸

[2] المعجم الکبیر حدیث ۶۶۶۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۱۵۲

والدف فی النکاح[1]، واخرج النسائی
عن عامر بن سعد قال
دخلت علی قرظة بن کعب
وابی مسعود الانصاری
رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی عرس
واذا جوار یغنین فقلت انتما
صاحبا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ومن اھل بدر
یفعل ھذا عندکم فقالا
اجلس ان شئت فاسمع
معنا وان شئت فاذھب
قد رخص لنا فی اللھو
عند العرس[2] قال الامام
البدر محمود العینی فی عمدة
القاری، تحت الحدیث
الاول فی الحدیث فوائد
(الی ان قال) منھا
الضرب بالدف بحضرة
شارع الملة ومبین الحل

امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے
محمد بن طالب جمحی کے حوالہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے تخریج فرمائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا
حلال اور حرام کے درمیان فرق نکاح میں اعلان اور دف
بجانے کا ہے۔ امام نسائی نے عامر بن سعد کے
حوالہ سے تخریج فرمائی کہ انھوں نے فرمایا کہ میں قرظہ
بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کے
پاس ایک تقریب شادی میں گیا، میں نے دیکھا
کہ چند لڑکیاں گا رہی تھیں میں نے کہا رسول اللہ
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اے دو ساتھیو!
اور غزوہ بدر میں شریک ہونے والو! تمھارے
ہاں یہ کچھ کیا جا رہا ہے؟ انھوں نے فرمایا اگر
پسند کرتا ہے تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر سن اور اگر
نہیں پسند کرتا اور نہیں چاہتا تو واپس چلا جا
کیونکہ شادیوں میں ہمیں اس کی رخصت دی گئی
ہے۔ امام بدر الدین محمود عینی نے عمدۃ القاری
شرح صحیح بخاری کی پہلی حدیث کے ذیل میں فرمایا
حدیث میں بہت سے فوائد ہیں (وہ سب
شمار کرتے ہوئے) یہاں تک فرمایا ان میں سے

---

[1] جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی دہلی ۱/۱۲۹
سنن النسائی کتاب النکاح اعلان النکاح بالصوت وضرب الدف نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۹۰
سنن ابن ماجہ ابواب النکاح اعلان النکاح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸
مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن حاطب المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۱۸ و ۴/۲۵۹
[2] سنن النسائی کتاب النکاح اللھو والغناء عند العرس نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۹۲

من الحرمة صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعلان النکاح بالدف والغناء المباح فرقا بینہ وبین ما یستتر بہ من السفاح[1] اھ وفی المرقاۃ قیل تلک البنات لم یکن بالغات حد الشہوۃ وکان دفہن غیر مصحوب بالجلاجل قال اکمل الدین الدف بضم الدال اشہر وافصح ویروی بالفتح ایضا وفیہ دلیل علی جواز ضرب الدف عند النکاح والزفاف للاعلان والحق بعضہم الختان والعیدین والقدوم من السفر ومجتمع الاحباب المسرور وقال المراد بہ الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ما علیہ الجلاجل فینبغی ان تکون مکروھا بالاتفاق[2] اھ وفی العینی تحت الحدیث الثانی فی التوضیح اتفق العلماء علی جواز اللھو فی ولیمۃ

ایک فائدہ یہ ہے کہ شارع ملت کی موجودگی میں دف بجائی گئی اور حلت وحرمت ظاہر کرنے والے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا کیا گیا' اور دف بجاکر اور مباح گانا گاکر نکاح کا اعلان کرو تاکہ نکاح اور خفیہ بدکاری (حلال وحرام) کا فرق واضح ہوجائے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہا گیا کہ وہ بچیاں نابالغہ تھیں حدِ بلوغت کو پہنچی ہوئی نہ تھیں اور ان کی دفیں بھی جھانج والی نہ تھیں۔ امام اکمل الدین نے فرمایا اَلدُّف حرکت پیش کے ساتھ زیادہ مشہور ہے اور دال پر زبر کی حرکت کی روایت بھی ہے اور یہ دلیل ہے کہ نکاح کرنے اور دلہن کو رخصت کرنے کے وقت اعلان کے لئے دف بجانا جائز ہے، اور بعض نے تقریبِ ختنہ، عیدین، سفر سے واپسی اور دوستوں کے اجتماع کو بھی تقریبِ شادی سے ملحق کیا ہے یعنی ان تمام مواقع پر بھی دف بجانے کی اجازت ہے، اور فرمایا کہ اس سے وہ دف مراد ہے جو گزشتہ زمانے میں مروج تھی، اور جھانج والی دف بجانا بالاتفاق مکروہ ہے۔ علامہ عینی دوسری حدیث کی وضاحت فرماتے ہیں ولیمہ و نکاح کے موقع پر کھیل کود کو اہل علم بالاتفاق

---

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۲۰/ ۱۳۶

[2] مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۰۱

النکاح کضرب الدف و شبهه[1] الخ و فی المرقاۃ تحت الحدیث الثانی "ما کان معکم لھو" ای الم یکن معکم ضرب دف و قراءۃ شعر لیس فیہ اثم وھذا رخصۃ عند العرس کذا قیل والاظھر ما قال الطیبی فیہ معنی التحضیض کما فی حدیث عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا الا ارسلتم معھم من یقول اتیناکم الحدیث[2] اھ ملخصا، وفیھا تحت الحدیث السابع ای و ان اللہ یحب ان تؤتی رخصۃ کما یحب ان تؤتی عزائمہ[3] اھ قلت فالتحضیض کالتحضیض علی الرخصۃ لا لانہ الافضل فافھم وفی اشعۃ اللمعات تحت الحدیث السادس تغنی مباح است در نکاح مثل دف[4] اھ وفی حظر رد المحتار قبیل فصل اللبس عن الحسن لا بأس بالدف فی العرس لیشتھر وفی السراجیۃ

مباح اور جائز قرار دیتے ہیں جیسے دف بجانا یا اس کے مشابہ کسی آلۂ لہو کو استعمال کرنا الخ، مرقاۃ میں ان الفاظ (ما کان معکم لھو) کے ذیل میں ہے کیا تمہارے پاس کوئی دف بجانے والا نہیں اور نہ ایسا کوئی اشعار پڑھنے والا ہے کہ جن میں کوئی گناہ نہیں، شادیوں میں اس کی اجازت ہے یونہی کہا گیا، اور زیادہ ظاہر وہ بات ہے جو علامہ طیبی نے ارشاد فرمائی کہ حدیث میں تحضیض یعنی ابھارنے اور اکسانے کا مفہوم پایا جاتا ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی روایت میں "الا ارسلتم الخ" کے الفاظ ہیں یعنی کیا تم نے اس لڑکی کے ساتھ اس کو نہ بھیجا جو یوں کہتا (اتیناکم الحدیث) ملخص پورا ہوگیا۔ اور اسی میں ساتویں حدیث کے ذیل میں ہے یعنی اللہ تعالٰی پسند کرتا ہے کہ رخصت پر عمل کیا جائے جیسا کہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی عزیمتوں کو ادا کیا جائے (عبارت مکمل) میں کہتا ہوں یہ تحضیض اسی طرح ہے جیسے رخصت پر تحضیض، یہ نہیں کہ وہ افضل ہو اس کو سمجھ لیا جائے۔ اشعۃ اللمعات میں چھٹی حدیث کے ذیل میں ہے

---

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب النکاح باب النسوۃ اللاتی یھدین الخ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۰/ ۱۴۹

[2] مرقات المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۰۲

[3] " " " " " الفصل الثالث " " ۶/ ۳۱۹

[4] اشعۃ اللمعات " " " " الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۲۰

هذا اذا لم یکن لہ جلاجل ولم یضرب علی ہیأۃ التطرب[1] اھ وفی الھندیۃ سئل ابو یوسف عن الدف اتکرھہ فی غیر العرس بان تضرب المرأۃ فی غیر فسق للصبی قال لا اکرھہ واما الذی یجیئ منہ اللعب الفاحش للغناء فانی اکرھہ کذا فی محیط السرخسی ولا باس بضرب الدف یوم العید کما فی خزانۃ المفتیین[2] اھ وفی شھادات ردالمحتار جواز ضرب الدف فیہ (ای فی العرس) خاص بالنساء کما فی البحر عن المعراج بعد ذکرہ انہ مباح فی النکاح وما فی معناہ من حادث سرور قال وھو مکروہ للرجال علی کل حال للتشبہ بالنساء[3] اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

کہ نکاح میں گانا بجانا مباح ہے جیسے دف بجانا اھ ———— فتاوٰی شامی کی بحث حظر میں ہے جو فصل اللبس سے کچھ پہلے حضرت حسن سے روایت ہے کہ تشہیر کے لئے تقریب میں دف بجائی جاسکتی ہے اور دف کے بجانے میں کوئی حرج نہیں، سراجیہ میں ہے کہ یہ اجازت اس صورت میں ہے کہ دف بآوازِ جھار نہ ہو، اور وہ گانے کی طرز پر نہ بجائی جائے (عبارت مکمل) اور فتاوٰی عالمگیری میں ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے دف کے بجانے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آپ تقریب شادی کے بغیر اس کو ناپسند کرتے ہیں کہ عورت بغیر حالت فسق کے صرف بچہ کے لئے بجائے۔ فرمایا میں اس کو ناپسند نہیں کرتا لیکن وہ جو گانے کے لئے فحش کھیل کے طور پر بجائے تو وہ ناپسندیدہ ہے۔ محیط سرخسی میں یونہی مذکور ہے۔ عید کے دن دف بجانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح خزانۃ المفتیین میں ہے اھ۔ ردالمحتار کی بحث شہادت میں ہے کہ شادی میں دف بجانا عورتوں کے ساتھ خاص ہے اس وجہ سے جو بحرالرائق میں معراج سے منقول ہے بعد اس ذکر کرنے کے کہ وہ تقریبِ نکاح اور خوشی کے موقع سے جو مناسبت رکھتا ہو اس میں دف بجانا مباح ہے۔ اور فرمایا، مردوں کے لئے وہ ہر حال میں مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہے اور اللہ تعالٰی بڑا علم والا ہے۔ (ت)

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

[2] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۲

[3] ردالمحتار کتاب الشہادات باب قبول الشہادت دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۸۲

مسئلہ ۹۱ و ۹۲: از موضع ہرنسگل ضلع کمرلا علاقہ بنگالہ مرسلہ مولوی عبدالحمید صاحب ۲ ربیع الاول

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

سوال اوّل: کیا شادی وغیرہ میں آتشبازی چھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال دوم: اعلان کے لئے شادی میں بندوق چھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جواب سوال اوّل: ناجائز ہے، اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

ولا تبذر تبذیرا ○ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا○[1]

بے جا خرچ نہ کیا کرو کیونکہ بے جا اور فضول خرچ کرنیوالے شیاطین کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالٰی حرم علیکم عقوق الامھات و وأدالبنات ومنعا وھات وکرہ لکم قیل وقال وکثرۃ السؤال واضاعۃ المال۔ رواہ الشیخان[2] عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بے شک اللہ تعالٰی نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کردی اور بچیوں کو زندہ درگور کرنا اور بخل کرنا اور گداگری کرنا اور اِدھر اُدھر کی فضول باتیں کرنا تم پر حرام کردیا ہے، اور فرمایا زیادہ سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا بھی حرام کردیا گیا ہے بخاری ومسلم نے اس کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے (ت)

جواب سوال دوم: جائز ہے۔

اخرج الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

امام ترمذی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے تخریج فرمائی کہ آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۲۶ و ۲۷

[2] صحیح البخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۸۴
صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النہی من کثرۃ المسائل الخ ״ ״ ״ ״ ۲/ ۷۵، ۷۶

اِعْلَنُوْا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف[1]، وروی احمد بسند صحیح وابن حبان فی صحیحہ و الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیۃ والحاکم فی المستدرک عن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم قال اعلنوا النکاح[2]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

لوگو! نکاح کا اعلان کیا کرو (یعنی اسکی تشہیر کیا کرو) اور مسجدوں میں نکاح کیا کرو اور اس کی تشہیر کے لئے دف بجایا کرو۔ امام احمد نے سند صحیح سے ابن حبان نے اپنی صحیح میں، طبرانی نے الکبیر میں اور ابونعیم نے الحلیہ میں اور حاکم نے المستدرک میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کا اعلان کیا کرو۔ اللہ تعالٰی تو بخوبی واقف اور آگاہ ہے (ت)

مسئلہ ۹۳: مسئولہ سید محمود الحسن صاحب نبیرہ ڈپٹی اشفاق حسین صاحب ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آتشبازی بنانا اور چھوڑنا حرام ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان کرو اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

ممنوع وگناہ ہے،

لقولہ تعالٰی ولا تبذر تبذیرا[3]۔ ولقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل لھو المسلم حرام الا ثلث[4]۔

کیونکہ اللہ تعالٰی کا قول ہے بے جا خرچ نہ کیا کرو۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے مسلمان کا ہر لہو حرام ہے سوائے تین کے (ت)

---

[1] جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۹

[2] المستدرک للحاکم کتاب النکاح الامر باعلان النکاح دارالفکر بیروت ۲/ ۱۸۳
مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن الزبیر المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۵
حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۴۲۸ عبداللہ بن وہب دارالکتاب العربی بیروت ۸/ ۳۲۸
مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر کتاب النکاح باب اعلان النکاح دارالکتاب بیروت ۴/ ۲۸۹
موارد الظمآن حدیث ۱۲۸۵ ۱/ ۳۱۳ و کنز العمال حدیث ۴۴۵۳۴ ۱۶/ ۲۹۱

[3] القرآن الکریم ۱۷/ ۲۶

[4] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۸
جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد ۱/ ۱۹۷ و سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد ص ۲۰۷

مگر جو صورت خاصہ لہو ولعب و تبذیر و اسراف سے خالی ہو، جیسے اعلانِ ہلال، یا جنگل میں یا وقتِ حاجت شہر میں بھی دفعِ جانورانِ موذی یا کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں کے بھگانے اُڑانے کو ناڑیاں پٹاخے تومڑیاں چھوڑنا،

فان الامور بمقاصدھا وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لکل امریئ مانوی[1] واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

اس لئے کہ امور اپنے مقاصد پر مبنی ہوا کرتے ہیں اور حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمال کی بنیاد ارادوں اور نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کا اس نے ارادہ کیا۔ واللہ سبحانہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۹۴ از موضع بیشکنالی ضلع کمرلا ملک بنگالہ مرسلہ مولوی محمد الٰہی بخش ۲۴ شوال ۱۳۱۴ھ

قبلہ شفقت و مرحمت وکعبۂ عاطفت و راحت، واسطۂ حصولِ عزتِ دوجہانی، وسیلۂ وصولِ سعادت جاودانی ایداللہ افضالہم وعم نوالہٗ دامت شموس عنایاتہم بارغۂ ناصیۂ فدویت و ارادت را بغازۂ مفاخرت و سعادت مانندِ گلِ رنگین ساختہ بگزارشِ مدعا پرداختہ کہ ایں احقر را برائے چند مسائل بغایت ضرورت افتاد، لہٰذا بسیار حیران و سرگردان ست، ونیز کسے را چنداں غربا نوازمے بیند کہ خوب ترین جواب از کتب معتبرہ ارزانی داشتہ خاطر ایں فدوی را تسکین دہد، وہم تشفی خاطر باشد، لہٰذا بجاد شانِ کیوان ایوان معروض وارد کہ از رفئے بندہ نوازی جواب مسائلِ ذیل را بطریق فتاوے عطا فرمایند۔

قبلہ شفقت و رحمت، کعبۂ عاطفت و راحت دونوں جہان کی عزت کے حصول کا واسطہ، ہمیشگی سعادت کی رسائی کا وسیلہ۔ اللہ تعالٰی ان کے جود وکرم کو دوام بخشے، ان کی عنایات کا سورج چمکتا رہے۔ ارادت وغلامی کی پیشانی فخر وسعادت کے پوڈر سے رنگین پھول کی طرح ہوجائے وہ اپنے مدعا کی گزارش کرتا ہے کہ اس عاجز کو چند مسائل کی انتہائی ضرورت پیش آگئی لہٰذا بہت حیران اور پریشان ہے نیز اس قدر کسی کو غربا پرور نہیں سمجھتا کہ بہت عمدہ جواب معتبر کتابوں سے نکال کر مفت پیش فرمادیں، جو اس غلام کے دل کو تسکین دے اور قلبی تشفی کا باعث ہو۔ لہٰذا غلامانہ حیثیت سے بلند و بالا آسمان ہفتم کی سی بارگاہ میں عرض کناں ہوں کہ بندہ پروری کرتے ہوئے مسائل ذیل کا جواب بصورتِ فتوٰی عنایت فرمائیں (ت)

[1] صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲

شخصے اکثر اوقات بعض طائفہ می بیند ودر مجلسِ ایشاں نشیند، ونیز در لہو ولعب غیر مشروعہ کہ در مذہب حنفیہ حرمتش ثابت شدہ مستغرق است، مرتکب ایں محرمات فاسق است یا نہ، فاسقیت را بخوب ترین دلائل ثابت فرمایند، ونیز آں شخص تنباک کشی مے کند کراہتِ تنباک کشی ثابت کردہ باشند، ودر صلوٰۃ اقتدا بایں شخص کراہیت است یا نہ، زیادہ آفتابِ بندہ نوازی از افقِ مرحمت گستری درخشاں باد۔
عرضداشت فدوی محمد الٰہی بخش عفی عنہ

سوال: ایک شخص اکثر اوقات ناچنے والے گروہ کا ناچ دیکھتا اور ان کی محفل میں شرکت کرتا ہے نیز ناجائز کھیل وتماشہ جن کی حرمت حنفی مذہب میں ثابت شدہ ہے، ان میں مستغرق رہتا ہے، کیا ایسا شخص شرعاً فاسق کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟ اگر فاسق قرار پاتا ہے تو اس کے فسق کو قوی دلائل سے ثابت فرمایا جائے اور وہ شخص تمباکو نوش بھی ہے لہذا تمباکو پینے والے کے عمل کی کراہت ثابت فرمائی جائے۔ کیا ایسے شخص کی اقتدا نماز میں مکروہ ہے یا نہیں؟ بندہ پروری کا آفتاب رحمت نثار کرنیوالے افق سے ہمیشہ چمکتا رہے۔ عرضداشت فدوی محمد الٰہی بخش عفی عنہ (ت)

الجواب

اللّٰھم اغفرلنا، در فاسق وفاجر ومرتکبِ کبائر بودنِ ایں کس چہ جائے سخن ومجالِ دم زدن۔ قال اللہ تعالٰی فرمان ایزدی ست، قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذٰلک ازکٰی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون[1] اے نبی! مسلماناں را فرمائے تا چشمانِ خود بپوشند وشرمگاہِ خود را نگاہ دارند۔ ایں پاکیزہ تراست مر ایشاں را۔ ہر آئینہ خدائے آگاہ است بہر کارے کہ می کنند۔ وقال تعالٰی ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا

یا اللہ بخش دیجئے، اس شخص کے فاسق وفاجر ہونے میں بوجہ کبائر کے مرتکب ہونے کے کیا شک باقی رہ جاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالٰی کا ارشاد: اے محبوب نبی! مسلمانوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ بہتر اور پاکیزہ طریقہ ہے یقیناً اللہ تعالٰی پوری طرح باخبر ہے اُن کاموں سے جو وہ کیا کرتے ہیں۔ نیز اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا، لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو باقاعدہ کھیل کود کی باتیں خریدتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو بربنائے جہالت

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۰

ھزواً اولئك لھم عذاب مھین[1] از مردمان کسے است کہ مے خرد سخن لاغ و بازی تا براندازد از راہ خدائے نادانستہ و سخرہ گیرد آں را۔ مر ایں کساں کیفرے است خوار کنندہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و امام حسن بصری و سعید بن جبیر و عکرمہ و مجاہد و مکحول وغیرہم ائمہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین دریں آیۂ کریمہ سخن لاغ و بازی را بہ غنا و سرود تفسیر فرمودہ اند۔

ابوالصہبا گوید: ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما را ازیں آیت پرسیدم، گفت ھوالغناء واللہ الذی لا الٰہ الا ھو[1] او سرود است سوگند بخدائے کہ ہیچ خدائے نیست جز او۔ ویرددھا ثلٰث مرات[2] سہ بار ہمیں سخن و سوگند را تکرار فرمود بلکہ خود در حدیث آمدہ حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لا یحل تعلیم المغنیات ولا بیعھن واثمانھن حرام، وفی مثل ھذا نزلت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ[3] الحدیث (ترجمہ) روا نیست زنانِ سرائندہ را آموختن و نہ آنہا را خریدن

راہِ خدا سے بھٹکا دے اور اس کو یعنی اللہ تعالٰی کے راستے کو ہنسی مذاق بنا دے، ان لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والی سزا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، خواجہ حسن بصری، سعید بن جبیر، عکرمہ، مجاہد، مکحول اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ، صحابہ کرام اور تابعین عظام (اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو) اس آیت کریمہ میں بیہودگی اور کھیل کی بات سے گانا بجانا مراد لیتے ہیں اور اسکی یہی تفسیر فرماتے ہیں۔

ابوالصہباء فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے آیت مذکورہ کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ اس سے گانا مراد ہے اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ چنانچہ اس بات اور قسم کا تین مرتبہ تکرار فرمایا، بلکہ خود حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گویا عورتوں کو تعلیم دینا جائز نہیں اور نہ ہی ان کا خرید و فروخت کرنا جائز ہے بلکہ ان کی قیمت وصول کرنا بھی حرام ہے، اسی سلسلہ میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ لوگوں میں کوئی وہ شخص ہے جو یاوہ گوئی والی

---

[1] القرآن الکریم ۳۱/۶

وفروختن، وبہاے آنہا حرام است و در ہمچنیں کار ایں آیت فرود آمدہ است کہ برخے از مردم سخنِ لاغ مے خرند تا مرداں را از راہِ خدا ے دور برند، رواہ الامام البغوی[1] عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

باتیں خریدتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ تعالٰی کے راستے سے دور کردے۔ چنانچہ امام بغوی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔

وقال اللہ تعالٰی: قال اذھب فمن تبعك منھم فانّ جھنم جزاؤکم جزاءً موفورا ○ واستفزز من استطعت منھم بصوتك واجلب علیھم بخیلك ورجلك وشارکھم فی الاموال والاولاد وعدھم وما یعدھم الشیطان الا غرورا ○ انّ عبادی لیس لك علیھم سلطان[2] حق جل وعلا مر ابلیس لعین را فرمود دور شو، پس ہر کہ از فرزندان عالم ترا پیروی کند، پس ہر آئینہ دوزخ پاداشِ ہمہ شما است پاداشِ کامل، وسبک سار کن وبلغزاں ہر کہ بروے دست یابی از ایشاں بآوازِ خود، الآیۃ۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: ابلیس لعین کو مخاطب کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ یہاں سے چلا جا پھر اولادِ آدم میں جو کوئی تیرے پیچھے جائیگا یقیناً دوزخ ان سب کے لئے پوری اور کامل سزا ہے، پھر ان میں سے جس پر تو قابو پائے اپنی آواز سے اسے ہلکا پھلکا کرتے ہوئے پھسلادے اور ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا، اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں، اور انھیں وعدہ دے اور شیطان انھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے، بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں۔

امام مجاہد کہ از اجلّۂ تلامذہ سلطان المفسرین عبداللہ بن عباس است رضی اللہ تعالٰی عنہم دریں آیۂ کریمہ آوازِ شیطان را بغنا ومزامیر تفسیر کردہ است۔

امام مجاہد، جو مفسرین کے بادشاہ حضرت عبداللہ ابن عباس کے جلیل القدر شاگردوں میں سے ہیں (اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو) وہ اس آیت کریمہ میں مذکور شیطان کی آواز سے گانا بجانا اور اسکے آلات وغیرہ مراد لیتے ہیں۔

وقال تعالٰی: ولیضربن بخمرھن علٰی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا اے نبی مکرم! مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنے دوپٹے

[1] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۶/۳۱ مصطفی البابی مصر ۵/ ۱۴ - ۲۱۳

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۶۳ تا ۶۵

لبعولتھن او اٰبائھن[1] الاٰیۃ۔ یعنی اے نبی! زنان مومنات را فرمائے کہ بزنند سر انداز ہائے خود را برگریبان ہائے خود (تاسر و مُو و سینہ و گلو ہمہ نہاں ماند) و نہ نمایند آرائش خود را مگر بشوہران یا محارم۔

اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھا کریں تاکہ سر، بال، سینہ اور گلا سب با پردہ ہوجائیں اور اپنی زیبائش کو نمایاں نہ کیا کریں بجز ان کے جو ان کے شوہر یا دیگر محارم ہیں۔

وقال اللہ تعالٰی فی اٰخر الکریمۃ ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن ط وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون[2]○ (ترجمہ) و زناں نزنند پا ہائے خویش را تا دانستہ شود آنچہ نہاں مے دارند از آرائش خود و ہمہ باز گردید بسوئے خدائے تعالٰی اے مسلمانان تا بکام رسید (نجات یابید)

اور اللہ تعالٰی نے آیت کریمہ کے آخر میں ارشاد فرمایا عورتیں اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں جس سے ان کی مخفی زینت ظاہر ہونے لگے۔ اور اے مسلمانو! تم سب اللہ تعالٰی کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ مراد پالو۔

وقال تعالٰی: ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن[3] (ترجمہ) و نزدیک مشوید کارہائے بے حیائی را ہرچہ از آنہا آشکارا است۔ و ہرچہ نہاں است۔ ایں ہمہ آیات و غیر اینہا در تحریم ہمہ اجزائے ایں کارِ شنیع نصِ بلیغ است، و در احادیث خود کثرتے است کہ احصا نتواں کرد۔

نیز ارشاد خداوندی ہے: لوگو! بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی مت جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا مخفی۔ یہ تمام آیات اور ان کے علاوہ دوسری آیتیں اس برے کام کے تمام اجزاء کے حرام قرار دینے کے لئے قوی اور مضبوط نصوص ہیں۔ رہا احادیث کا معاملہ، تو وہ اس کثرت سے ہیں کہ ان کو احاطہ شمار میں نہیں لایا جاسکتا۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۱
[2] " " " "
[3] " " ۶/ ۱۵۱

بالجملہ زنِ اجنبیہ را ایں چنیں بے حجابانہ
بمجلسِ مردان راہ دادن (یکے)، وہرچہ
تمام تر بہ ہیئت وآراستہ بودنش (دو)، مرداں
را بسوئے او بنظر تلذذ دیدن (سہ)، و باعضائے
عورتِ او از سر و مو و مساعد و بازو و سینہ
و گلو نگریستن (چہار)، بسرود و زمزمہ اش (پنج)،
ولفظ مزامیر برآں آتش تیز و تند (شش)،
و پائے کوبی آں زن خاصہ با آواز خلخال و
زنگلۂ زیور (ہفت)، و دیگر حرکات فتنہ انگیز
و شہوت خیز (ہشت)، ایں ہمہ با در شرع
محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرام و
حرام و حرام است، ظلمٰت بعضھا فوق
بعض[1]

(خلاصہ کلام) اس برے عمل میں بہت سی
خرابیاں ہیں: (۱) غیر محرم عورت کا اس طرح
بے پردہ، مردوں کی محفل میں جانا ہیجان خیز اور
فتنے کا باعث ہے (۲) اس کا آراستہ و
پیراستہ ہونا اور بن ٹھن کر نکلنا (۳) مردوں کا
اسے شہوت کی نگاہ سے حصول لذت کے لئے
دیکھنا (۴) اس کے اعضاء مثلاً سر، بال،
بازو، سینہ اور گلا، ان سب کی طرف دیکھنا
(۵) اس کا ترنم سے گیت گانا (۶) گانے بجانے
کے آلات استعمال کرنا، یہ ان پر مزید تند و تیز
آگ ہے (۷) اس خاص عورت کا زور سے
پاؤں زمین پر مارنا کہ جس سے اس کے زیورات
کی جھنکار محسوس ہونے لگے (۸) ان سب کے
علاوہ، دوسری فتنہ برپا کرنے والی حرکات اور شہوت خیز انداز، یہ سب کام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی شریعت میں حرام، حرام اور حرام ہیں اور یہ ایک دوسرے پر مزید اندھیرے ہیں۔ (ت)

الحاصل حرمت ایں فاحشۂ شنیعہ
از ضروریات دین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم تا آنکہ ہر کہ او را حلال داند بالقطع و
الیقین کافر شود، والعیاذ باللہ تعالیٰ،
و دیگر لہو ہائے نامشروعہ را سائل تفصیل نہ کرد،
بعضے از لہو ہائے ممنوعہ کبیرہ باشد، و بعضے صغیرہ
کہ باصرار کبیرہ شود، و علی الاجمال در حدیث
مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آمدہ است

خلاصہ یہ ہے کہ اس بُرے اور بے حیائی
کے کام کی حرمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
دین میں واضح ہے، یہاں تک کہ جو کوئی اس کو
حلال جانے وہ قطعی اور یقینی طور پر کافر ہوجائیگا،
اللہ تعالیٰ کی پناہ، اور دوسرے ناجائز
کھیلوں کی سائل نے کوئی تفصیل ذکر نہیں کی
لیکن اُن میں سے بعض ممنوع اور گناہ کبیرہ ہیں
اور بعض، گناہِ صغیرہ کے زمرے میں آتے ہیں

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

کل شئ یلھو بہ الرجل باطل الا رمیہ بقوسہ وتادیبہ فرسہ وملاعبتہ بامرأتہ فانھن من الحق[1] یعنی ہمہ بازی ہا باطل است، مگر تیراندازی واسپ تازی و بازن خود بازی کہ اینہا از حق است رواہ احمد والدارمی و ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن عُقبۃ بن عامر والحاکم فی المستدرك عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم۔
وخود مومن را ایں حدیث عام و تام و جامع و نافع بسند است کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرمود الدنیا ملعونۃ وملعونٌ مافیھا الاماکان منھا للہ عزّوجلّ یعنی بر دُنیا نفریں و بر ہرچہ در آن است نفریں ، مگر آں چہ ازاں برائے خدائے عزوجل باشد ، رواہ ابونُعیم فی الحلیۃ[2] والضیاء فی المختارۃ عن جابر

مگر بار بار کرنے سے وہ بھی کبیرہ ہو جائیں گے۔
اجمالی طریقہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات میں سے ایک ارشاد یوں ہے کہ جس کھیل میں بھی آدمی مشغول ہو وہ ناجائز ہے مگر تین قسم کے کھیل جائز ہیں: (۱) کمان سے تیراندازی کرنا (۲) اپنے گھوڑے کو جہاد کیلئے تیار کرنا (۳) اپنی منکوحہ یعنی بیوی سے کھیلنا۔ امام احمد، دارمی، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عُقبہ بن عامر کے حوالے سے یہ حدیث روایت کی ہے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوہریرہ سے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت امیرالمومنین عمر فاروق سے روایت کیا ہے (اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو) خود مرد مومن کے لئے یہ حدیث عام، تام اور یقینی حیثیت کی وجہ سے کافی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالٰی بزرگ و برتر کی یاد کے سند حسن کے ساتھ اس حدیث کو ابونعیم نے الحلیہ میں اور ضیاء مقدسی نے

---

[1] جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد باب ماجاء فی فضل الرمی الخ امین کمپنی دہلی ۱/۱۹۷
سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب الرمی فی سبیل اللہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۷
سنن الدارمی کتاب الجہاد باب فی فضل الرمی حدیث ۲۴۱۰ دار المحاسن للطباعۃ قاہرہ ۲/۱۲۴
مسند احمد بن حنبل عن عقبہ بن عامر المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۴۴ و ۱۴۸
[2] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۳۰ محمد بن المنکدر دار الکتاب العربی بیروت ۳/۱۵۷ و ۷/۹۰

بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔

درحدیث دیگر فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ما ابتغی بہ وجہ اللہ تعالیٰ یعنی بر دنیا لعنت و بر ہر چہ در آں ست لعنت جز آنچہ باو رضائے خدا خواستہ شود۔ رواہ الطبرانی[1] فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد حسن۔

درحدیث آخرست کہ فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الدنیا ملعونۃ ملعون مافیہا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالما او متعلما یعنی دنیا ملعونہ است و ہر چہ در واست ہم ملعون است جز یاد خدائے تعالیٰ آنچہ پسندیدۂ اوست وعالمے یا علم آموزے۔ رواہ ابن ماجۃ[2] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

و درحدیث آخرست کہ فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا امرا بمعروف او نہیا عن منکر او ذکر اللہ یعنی دنیا ملعونہ و ہر چیز دنیا ملعون جز بہ نیکی فرمودن و از بدی باز داشتن

المختارہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے بجز اس کے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی مقصود و مطلوب ہو۔ امام طبرانی نے "الکبیر" میں اچھی سند کے ساتھ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ ارشاد مروی ہے کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب قابل لعنت ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس چیز کے جسے اس نے پسند فرمایا؛ عالم اور علم حاصل کرنے والا۔ ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔

اور ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے مگر بھلائی کرنے کا حکم دینا اور برے کام سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کی یاد، اس سے مستثنیٰ ہیں۔

---

[1] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر کتاب الزہد باب فی الریاء دار الکتاب بیروت ۱۰/۲۲۲

[2] سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب مثل الدنیا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۱۲ و ۳۱۳

و یاد خدائے تعالیٰ جل جلالہ۔ رواہ البزار[1] عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعند الطبرانی عنہ فی الاوسط[2] لحدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(یہ تینوں کام قابلِ تحسین ہیں) محدث بزار نے اس کو حضرت عبداللہ ابن مسعود (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) سے روایت کیا ہے، اور امام طبرانی نے ان سے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح روایت کیا ہے۔

ونماز پسِ فاسق بکراہت شدیدہ مکروہ است کما فی الغنیۃ[3] وغیرھا وقد فصلناہ فی رسالتنا النھی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید۔

رہی یہ بات کہ نماز کا کیا حکم ہے، تو واضح ہو کہ فاسق کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے جیسا کہ الغنیہ وغیرہ میں مذکور ہے ہم نے اس مسئلہ کو اپنے رسالہ النھی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

وقلیان کشیدن اگر بعقل وحواس فتور آرد چنانکہ وقتِ افطار رمضان معمول جہال ہندوستان است، خود حرام است لحدیث ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر، رواہ احمد وابوداؤد[4] بسند صحیح ورنہ اگر تعاھد نکنند و رائحہ کریہہ آرد، مکروہ تنزیہی وخلافِ اولیٰ باشد آنچنانکہ

رہا حقہ نوشی کا تمباکو نوشی کا مسئلہ، تو اگر وہ عقل اور حواس میں فتور پیدا کرے جیسا کہ رمضان شریف میں افطار کے وقت ہندوستان کے جاہلوں کا معمول ہے تو یہ بطورِ خود حرام ہے، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک حدیث کی وجہ سے کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نشہ اور فتور پیدا کرنے والی چیز کا استعمال ممنوع ہے۔ امام احمد اور ابوداؤد نے سندِ صحیح کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے ورنہ اگر اسے معمول نہ بنائیں لیکن قابلِ نفرت

---

[1] الجامع الصغیر بحوالہ البزار عن ابن مسعود حدیث ۴۲۸۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۶۰

[2] المعجم الاوسط حدیث ۴۰۸۴ مکتبۃ المعارف ریاض ۵/۴۹

[3] غنیۃ المستملی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

[4] سنن ابی داؤد کتاب الاشربہ باب ماجاء فی السکر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۶۳
مسند احمد بن حنبل عن ام سلمہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۰۹

سیر و پیاز خام ، واگراز یں ہم خالی است مباح محض است ، کما حققہ المولوی عبد الغنی النابلسی فی الحدیقۃ وغیرھا وقد فصّلنا القول فی فتاوٰنا۔ وَاللہُ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَ عِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ وَ اَحْکَمُ۔

بدبو پیدا ہو جائے تو مکروہ تنزیہیہ اور خلافِ اولٰی ہے جیسے کچا لہسن اور پیاز استعمال کرنا، اور اگر اس سے بھی خالی ہو یعنی بدبو وغیرہ نہ ہو تو مباح ہے جیسا کہ مولانا عبد الغنی نابلسی نے حدیقہ ندیہ وغیرہ میں اس کی تحقیق فرمائی ہے اور ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس قول کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالٰی پاک و برتر سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے اور اس عظیم شان والے کا علم بڑا کامل اور محکم ہے۔

مسئلہ ۹۵ ازکوہ سباتھو، اکسفورڈ رجمنٹ مرسلہ امداد علی صاحب رجمنٹ اسکول والی

۲۸ ربیع الاول ۲۲ھ

عالم علوم ظاہری و باطنی دام فیوضکم۔ تسلیم بصد تعظیم، جناب عالی! یہاں ایک امر میں دو فریق برسرِ جنگ ہیں، وہ یہ ہے کہ بوقتِ نکاح زید کو خوشبو لگانا اور پھولوں کا گلے میں ڈالنا مسنون ہے یا ممنوع۔ یہاں ایک مولوی کاشمیری پھولوں کا گلے میں ڈالنا جائز فرماتے ہیں اور بہت زور دیتے ہیں۔ لہذا امیدوار کو جناب ازراہِ شفقتِ بزرگانہ جو بات حق ہو جواب سے مشرف فرمائیں۔

الجواب

خوشبو لگانا سنّت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسندِ بارگاہِ رسالت ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وبارک وسلم۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

حُبِّبَ اِلَیَّ من دنیاکم النساء والطیب وجُعِلَتْ قرۃ عینی فی الصلٰوۃ۔[1] رواہ الامام احمد والنسائی والحاکم والبیہقی عن انس رضی اللہ

یعنی تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی، نکاح اور خوشبو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی (امام احمد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے سندِ جید کے ساتھ حضرت

---

[1] سنن النسائی کتاب عشرۃ النساء حب النساء نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۹۳
مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۲۸

تعالیٰ عنه بسند جید۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من عُرِضَ علیه ریحان فلا یردّہ فانه خفیف المحمل طیب الریح۔ رواہ مسلم[1] وابوداؤد[1] عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه۔

یعنی جس کے سامنے خوشبو نبات پھول پتی وغیرہ پیش کی جائے تو اسے رَد نہ کرے کہ اس کا بوجھ ہلکا اور بو اچھی ہے (بوجھ ہلکا یعنی پیش کرنے والے پر مشقت نہیں کوئی بھاری احسان نہیں) (امام مسلم اور امام ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اربع من سنن المرسلین الختان والتعطر والنکاح والسواک۔ رواہ الامام احمد والترمذی[2] والبیهقی فی شُعَبِ الایمان عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنه، قال الترمذی هذا حسنٌ غریبٌ صحیحٌ۔

یعنی چار باتیں انبیائے مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں سے ہیں، ختنہ کرنا اور خوشبو لگانا اور نکاح اور مسواک۔ (امام احمد، ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے اسے روایت فرمایا اور امام ترمذی نے فرمایا حدیث حسن، غریب، صحیح ہے۔ ت)

بخاری شریف میں ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان لا یرد الطیب

یعنی بیشک رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشبو کی چیز رَد نہ فرماتے تھے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب استعمال المسک الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۹
سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی رد الطیب آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۹
[2] جامع الترمذی ابواب النکاح امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۹
شعب الایمان حدیث ۷۷۱۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۳۷

رواہ ھو والامام احمد[1] والترمذی و النسائی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

(بخاری، امام احمد، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

ہار کہ گلے میں پہنیں، ان میں پھولوں سے اسی قدر زائد ہے کہ ایک ڈورے میں پرو لیا ہے، اور گلے میں ڈالنا وہی خوشبو سے فائدہ لینا اور اپنے جلیس آدمیوں اور فرشتوں کو فرحت پہنچانا ہے کہ کسی برتن میں رکھیں تو اس کا ساتھ لئے پھرنا وقت سے خالی نہیں، اور ہاتھ میں لئے رہیں تو ہاتھ بھی رُکے اور پھول بھی جلد کملا جائیں، تو اِس قدر سے ممانعت وحُرمت و ناجوازی کس طرف سے آگئی۔

امام ابن امیر الحاج محمد محمد محمد حلبی حلیہ میں احادیث متعددہ ذکر کرکے فرماتے ہیں:

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ دخل مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم علی امرأۃ وبین یدیھا نوی او حصی تسبح بہ فقال الا اخبرك بما ھو ایسر علیك من ھذا اوافضل فقال سبحان اللہ عدد ما خلق اللہ فی السماء، وسبحان اللہ عدد ما خلق اللہ فی الارض، وسبحان اللہ عدد ما بین ذٰلك، وسبحان اللہ عدد ما ھو خالق واللہ اکبر مثل ذٰلك لا الٰہ مثل ذٰلك ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ایک عورت کے پاس گئے اس کے آگے گٹھلیاں اور کنکریاں پڑی ہوئی تھیں کہ جن پر وہ تسبیح پڑھتی تھی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں وہ طریقہ اور عمل نہ بتادوں جو اس سے زیادہ آسان اور زیادہ بہتر ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: پاک ہے اللہ تعالٰی اس تعداد کے مطابق جو اس نے آسمان میں پیدا فرمائی، اللہ تعالٰی پاک ہے اس تعداد کے مطابق جو اس نے زمین میں پیدا فرمائی، اور اللہ تعالٰی پاک ہے اس تعداد کے مطابق جو ان دونوں کے درمیان ہے، اللہ تعالٰی پاک ہے اس تعداد کے مطابق جس کا

---

[1] صحیح البخاری کتاب الھبۃ باب مالا یرد من الھدیۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۵۱

" کتاب اللباس باب من لم یرد الطیب " " " ۲/ ۸۷۸

مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۳۳ و ۲۶۱

مثل ذٰلك۔ رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان فی صحیحه والحاکم وقال صحیح الاسناد فلم ینهاعن ذٰلك وانما ارشدها الی ماهوایسر وافضل ولوکان مکروها لبین لها ذٰلك ثم هٰذه الاحادیث مما تشهد بجواز اتخاذ السبحة المعروفة لاحصاء عدد التسبیح وغیرہ من الاذکار من غیران یتوقف علٰی ورود شئ خاص فیها بعینها بل حدیث سعد هذا کالنص فی ذٰلك اذ لا تزید السبحة علی مضمونه بضم النوی ونحوہٖ فی خیط ومثل ذٰلك لایظهرتاثیرہ فی المنع فلاجرم ان نقل اتخاذها والعمل بها عن جماعة من السادة الاخیار۔ واللہ سبحانه الموفق[1]۔

وہ پیدا کرنے والا ہے (اور اللہ اسی کے مطابق سب سے بڑا ہے) اللہ اکبر اسی کے مطابق ہے لا الٰہ الا اللہ اسی کے مطابق ہے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ اسی کے مطابق (اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور اسی کے مطابق گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں سوائے اللہ تعالٰی کی توفیق کے) ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں اور حاکم نے اسے روایت کیا اور فرمایا اس کی اسناد صحیح ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے عورت مذکورہ کو مذکورہ طریق سے تسبیح کرتا دیکھ کر اسے منع نہیں فرمایا بلکہ زیادہ آسان اور افضل طریقہ کی رہنمائی فرمائی، اگر آپ کو اس کا طریقہ پسند نہ ہوتا تو اس کو منع فرما دیتے۔ یہ احادیث مروجہ تسبیح کے جواز پر دلالت کرتی اور شہادت دیتی ہیں۔ یہ تسبیح اعداد وشمارِ اذکار کے لئے بنائی جاتی ہے، البتہ اوراد و وظائف کا پڑھنا محض اسی پر موقوف نہیں۔ حضرت سعد کی حدیث اس کے جواز کے سلسلے میں نص کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ تسبیح مروجہ میں صرف یہی چیز زائد ہے کہ گٹھلیاں کسی دھاگے میں پرو کر مطلوبہ تعداد کے مطابق اسے تیار کرلیا جاتا ہے اور اس نوعیت کے اضافہ میں کوئی تاثیر منع ظاہر نہیں ہوتی۔ بلاشبہہ تسبیح بنانا اور اس کے ذریعے ذکر واذکار کا شغل رکھنا (ایک اچھا عمل ہے) اور عمدہ اکابرینِ امت کے ایک بڑے گروہ سے منقول ہے، اور اللہ تعالٰی پاک ہے اور بندوں کو امورِ خیر کی توفیق دیتا ہے (ت)۔

جو اسے ناجائز کہتا ہے وہ شریعتِ مطہرہ پر افترا کرتا ہے، اگر سچا ہے تو بتائے کہ

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

اللہ تعالٰی ورسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کہاں منع فرمایا ہے، اور جب اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا تو پھر دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون ؟ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۶ از شاہجہانپور محلہ خلیل مرسلہ مولوی ریاست علی خاں صاحب، واز رامپور خانقاہ مولٰنا ارشاد حسین مرسلہ مولوی سلامت اللہ صاحب غرہ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ

ماقولکم ایھا العلماء الکرام رحمکم اللہ فی ھذا المرام ان ضرب الدف و البنادیق فی العرس لغرض اعلان النکاح او فخریۃ، ھل یجوز عند الشرع، ام، لا۔ بیّنوا بمسند الکتاب توجروا یوم الحساب۔

اے علماء کرام، اللہ تعالٰی تم پر رحم وکرم فرمائے، اس مسئلہ میں تم کیا فرماتے ہو کہ شادی میں اعلانِ نکاح کی غرض سے دف بجانا جائز ہے یا نہیں ؟ اور بندوقوں سے ہوائی فائرنگ کرنا خواہ اعلانِ نکاح کے لئے ہو یا فخریہ طور پر ہو کیسا ہے ! کتاب وسنّت کے حوالے سے بیان فرماؤ تاکہ بروزِ حساب اللہ تعالٰی کے ہاں سے اجر و ثواب پاؤ۔ (ت)

خلاصۂ جواب المولوی ریاست علی خاں

یجوز ضرب الدف بلا جلاجل و البنادیق لغرض اعلان النکاح ولایجوز فخریۃ ولا تطربا۔ فی الحدیث اضربوا علیہ بالدفوف وضرب المدفع یجوز لاعلان افطار الصوم ولزوم الصوم واحتتام وقت السحری و وقت نصف النھار وغیرھا کما ھو معتاد مروج فی اکثر بلاد الاسلام خصوصا

اعلانِ نکاح کی غرض سے دف بجانا جائز ہے جبکہ اس کی آواز گھنگھرو اور گھنٹی کی جھنکار کے ساتھ نہ ہو یا اس کے مشابہ نہ ہو۔ اسی طرح ہوائی فائرنگ بھی جائز ہے مگر فخر وغرور کے طور پر جائز نہیں، چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ نکاح کی تشہیر کے لئے دف بجایا کرو۔ روزہ کے وقت کے آغاز کا اعلان کرنے کے لئے سحری کے وقت، روزہ افطاری کے وقت اور دوپہر وغیرہ کے وقت توپ کا گولہ چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ اکثر اسلامی ممالک اور مدائن

فی مکۃ المعظمۃ فعلیٰ ھذا ای تامّل فی جواز ضرب البنادیق لغرض اعلان النکاح لانہ مامور باعلان عن لسان صاحب الشرع و فی ردالمحتار انّ المدفع یفید غلبۃ الظن و ان کان ضاربہ فاسقا لان العادۃ ان الموقت یذھب الی دار الحکم اٰخر النہار فیعیّن لہ وقت ضربہ فیغلب بھٰذہ القرائن عدم الخطاء وعدم قصد الافساد والالزم تاثیم الناس[1] ، و ایضا فیہ والظاھر انہ یلزم اھل القرٰی الصوم بسماع المدافع من المصر لانہ علامۃ ظاھرۃ تفید غلبۃ الظن وغلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل[2] فثبت انّ ضرب المدافع مروّج مشروع ، و ایضا فی ردّالمحتار اٰلۃ اللھو لیست محرّمۃ لعینھا بل لقصد اللھو منھا امّا من

میں معمول ہے بالخصوص مکہ مکرمہ میں یہ طریقہ رائج ہے، پس اس بناء پر تشہیرِ نکاح کیلئے فائرنگ وغیرہ کے جواز کے بارے میں کیا اشکال ہوسکتا ہے (یعنی یہ بلاشبہ جائز ہے۔ مترجم) کیونکہ صاحبِ شرع کی زبان سے اس کے اعلان کا حکم ہے۔ فتاوٰی شامی میں ہے: توپ کا گولہ مفید غلبۂ ظن ہے اگرچہ توپ چلانے والا فاسق ہو اس لئے عادۃً اس کام پر مقرر آدمی دن کے آخری حصے میں دارِ قضا کی طرف جاتا ہے پھر اس کے لئے چھوڑنے کا وقت مقرر کیا جاتا ہے لہذا ان قرائن کی وجہ سے غلطی کا ارتکاب نہ ہونے اور فساد پھیلانے کا ارادہ نہ ہونے کا غالب گمان ہوتا ہے ورنہ لوگوں کا گنہگار ہونا لازم آئے گا اور اُسی میں یہ بھی مذکور ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ دیہات والے اگر شہر کی طرف سے توپ کے گولے کی آواز (بطور اعلانِ شہادت رؤیت چاند) سُنیں تو ان پر روزہ رکھنا لازم ہوجائے گا اس لئے کہ یہ ایک ظاہری علامت ہے جو غلبۂ ظن کا فائدہ دیتی ہے اور غلبۂ ظن ایک ایسی دلیل ہے جو عمل کرنا واجب کردیتی ہے، لہذا ثابت ہوا کہ اس مقصد کے لئے توپیں چلانا مباح اور جائز ہے، نیز فتاوٰی شامی میں ہے کہ کھیل کود کے

---

[1] ردالمحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۱۰۶

[2] ” ” ” ” ” ” ۲/۹۱

سامعها او من المشتغل بها[1] اھ قلت وحرمة آلات اللھو لقصد اللھو فی غیر العرس واما فی العرس فاللھو مباح من حدیث عائشة زفت امرأة الی رجل من الانصار فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماکان معکم لھو فان الانصار یعجبھم اللھو رواہ البخاری[2] وھذا علی تسلیم ان البنادیق من آلات اللھو والا فلا شناعة فیھا من قبل، واللہ سبحانہ اعلم۔

آلات فی نفسہ حرام نہیں بلکہ کھیل تماشا کے ارادے سے ان کا استعمال کرنا حرام ہے خواہ "قصدِ لہو" سامع کی طرف سے ہو یا انھیں استعمال کرنے اور ان سے شغل رکھنے والے کی طرف سے ہو اھ، میں کہتا ہوں آلاتِ لہو کی حرمت، لہو ولعب کے قصد سے موقع شادی کے علاوہ ہے، جہاں تک شادی کا تعلق ہے تو ان کا استعمال حدیثِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی وجہ سے مباح ہے؛ چنانچہ اُمّ المومنین نے ارشاد فرمایا کہ ایک عورت کو (تیار کرکے) ایک انصاری کے پاس بھیجا گیا تو حضور اکرم صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: کیا تمھارے پاس کھیل کود کا سامان نہیں تھا کیونکہ انصار کو کھیل کود سے خوشی ہوتی ہے۔ امام بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور یہ اس بنا پر ہے کہ اگر یہ تسلیم کرلیں کہ بندوقوں سے فائرنگ وغیرہ "آلاتِ لہو" میں شامل ہے ورنہ اس سے پہلے ان میں کوئی قباحت نہیں، اور اللہ تعالٰے پاک سب کچھ اچھی طرح جاننے والا ہے (جواب مولوی ریاست علی خاں مکمل ہوگیا ہے)

خلاصہ جواب الشاہ سلامت اللہ فی تائیدہ

لاریب فی جواز ضرب الدف لاعلان النکاح بل فی سنتہ، فی الفتاوی الغیاثیة ضرب الدف فی النکاح اعلانا وتشھیرا سنة ویجب ان یکون بلا سنجات وجلاجل اھ[3]

اعلانِ نکاح کے لئے دف بجانے کے جواز بلکہ اس کے سنت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ فتاوی غیاثیہ میں ہے: نکاح کے موقعہ پر دف اس کے اعلان اور تشہیر کے لئے سنت ہے اور ضروری ہے کہ دف کی آواز گھنگھروؤں

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۲

[2] صحیح البخاری کتاب النکاح باب النسوۃ اللاتی تہدین المراۃ الی زوجہا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷۵

[3] فتاوٰی غیاثیہ کتاب الاستحسان الفصل الرابع مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۰۹

وکذا الطبل قال المحقق العینی والطبل انما کان منهیا اذا کان للھو اما لغیرہ فلا بأس کطبل الغزاۃ والعرس[1]، وقد صح ضرب الدف لیلۃ العرس وفی الاعیاد عند النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم واکد ذلک بما رواہ احمد والترمذی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فصل مابین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح[2] وبما رواہ النسائی عن عامر بن سعد قال دخلت علٰی قرظۃ وابی مسعود الانصاری فی عرس واذا جوار یغنین فقلت انتما صاحبا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ومن اھل بدر یفعل ھذا عندکم فقالا اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت اذھب رخص لنا

کے مشابہ زوردار نہ ہو اھ اور طبلہ بھی اسی طرح ہے۔ محقق عینی نے فرمایا: طبلہ اس وقت منع ہے جب لہو ولعب کے لئے ہو، اگر اس مقصد کے لئے نہ ہو تو کوئی حرج نہیں جیسے اگر اعلانِ جہاد کے لئے یا شادی وغیرہ کے موقع پر اس کا استعمال، اور شادی والی رات دف بجانا جائز ہے اور عید کے مواقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے روبرو دف بجائی گئی اور اس کی تاکید کی گئی اس حدیث سے جو امام احمد اور امام ترمذی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی آپ نے ارشاد فرمایا حلال اور حرام میں فرق نکاح میں دف بجانے اور گیت گانے سے ہے۔ اور وہ حدیث جس کو امام نسائی نے عامر بن سعد سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا میں ایک شادی میں قرظہ اور ابومسعود انصاری کے ہاں گیا وہاں چند بچیاں گیت گا رہی تھیں میں نے (یہ منظر دیکھ کر) کہا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کے اے بدری ساتھیو! تمھارے ہاں یہ کام ہو رہا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ اگر مرضی ہو تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر تم بھی سنو اور اگر مرضی نہیں ہے تو یہاں سے چلے جاؤ (اور ہمیں نہ ٹوکو) کیونکہ

---

[1]

[2] جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۹

مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۱۸ و ۴/ ۲۵۹

فی اللھو عند العرس[1]۔ و فی خزانۃ المفتیین لاباس بان یکون لیلۃ العرس دف یضرب للشھرۃ و اعلان النکاح، قال الفقیہ ابواللیث ھذا اذا لم یکن علیہ جلاجل اما اذا کان فیکرہ کذا فی الظھیریۃ[2] اھ، اقول اطلاق الاحادیث ینادی بجوازہ مع الجلاجل ایضا ولعل القول بالکراھۃ لعلۃ اُخرٰی وقد ظھر من کلام المحقق العینی ان دف العرس و طبلہ لیسا داخلین فی اللھو ولو کانا جاز ایضا فی النکاح بنص الحدیث کما افادہ الفاضل المجیب وقدمنا التصریح بذلک فی روایۃ النسائی وکذا لاشبھۃ فی جواز ضرب البنادیق والمدافع فی العرس وامثالہ۔

ہمیں شادیوں کے مواقع پر کھیل کود کی رخصت دی گئی ہے۔ اور خزانۃ المفتیین میں ہے کہ شادی والی رات، اعلانِ نکاح اور شہرت کے لئے اگر دف بجائی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ یہ جواز اس وقت ہے یا اس صورت میں ہے کہ جب دف کی آواز گھنگھٹی کی جھنکار جیسی ہو لیکن وہ آواز اگر گھنگھٹی کے مشابہ اور جھنکار والی ہو تو اس کا استعمال (یعنی دف بجانا) مکروہ ہے۔ یونہی فتاوٰی ظہیریہ میں بھی ہے اھ، میں کہتا ہوں کہ حدیثوں کا علی الاطلاق وارد ہونا اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ "جلاجل" گھنگھٹی کی جھنکار جیسی آواز ہونے کے باوجود اس کا استعمال جائز ہے اور کراہت والا قول شاید کسی دوسری وجہ سے ہو نیز محقق عینی کے کلام سے ظاہر ہوا کہ شادی میں دف اور طبلہ بجانا لہو میں شمار نہیں ہوتا اور اگر شمار ہو بھی تو نصِ حدیث کی وجہ سے ان کا استعمال جائز ہے اور کراہت والا قول شاید کسی دوسری وجہ سے ہو، نیز محقق عینی کے کلام سے ظاہر ہوا کہ شادی میں دف اور طبلہ بجانا لہو میں شمار نہیں ہوتا اور اگر شمار ہو بھی تو نصِ حدیث کی وجہ سے ان کا استعمال جائز ہے جیسا کہ فاضل مجیب نے افادہ پیش کیا ہے اور روایت نسائی کے حوالہ سے ہم نے اس کی تصریح قبل ازیں

[1] سنن النسائی کتاب النکاح اللھو والغناء عند العرس نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۹۲

[2] خزانۃ المفتیین کتاب الکراھیۃ قلمی نسخہ ۲/ ۲۱۱

کر دی ہے اور اسی طرح شادی وغیرہ میں بندوقوں سے فائرنگ کرنے اور توپ سے گولہ باری کرنے کے جواز میں بھی کوئی شبہ نہیں۔

الجواب

اللّٰھم لك الحمد والیك الصمد صل علی حبیبك النور مانح السرور وعلی اٰله وصحبه الی یوم النشور ضرب الدف لاعلان النکاح واظهار السرور فی مستحبات الافراح جائز ومباح مافیه جناح بل مندوب ومطلوب بالقصد المحبوب لکن یکرہ للرجال بکل حال وانما جوازه للنساء علی ما قاله فحول العلماء وانما ینبغی لنحو الجواری من الاماء والذراری دون السودات ذوات الهیأت، فی الدر المختار جاز ضرب الدف فیه[1] یرید العرس قال فی رد المحتار جواز ضرب الدف فیه خاص بالنساء کما فی البحر عن المعراج بعد ذکرہ انه مباح فی النکاح وما فی معناہ من حادث سرور قال وھو مکروہ للرجال علی

اے اللہ! تیرے ہی لئے سب تعریف ہے اور تیری ہی طرف بندوں کا قصد ہے اور اپنے مبارک حبیب پر رحمت بھیج جو خوشی عطا کرنیوالے شر انگیز کاموں سے روکنے والے اور قیامت کے دن تک ان کی آل اور ساتھیوں پر نزولِ رحمت ہو، ہاں اعلانِ نکاح اور اظہارِ خوشی کے لئے مستحب مواقع میں دف بجانا جائز اور مباح ہے بلکہ اچھے ارادے سے مندوب و مطلوب ہے لیکن مردوں کے لئے ناپسندیدہ ہے البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے جیسا کہ اکابر علماء نے ارشاد فرمایا۔ اسی طرح چھوٹی بچیوں کے لئے خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں دف بجانا جائز ہے نہ کہ ان معزز شکل و شباہت رکھنے والی خواتین کیلئے۔ چنانچہ درمختار میں ہے: شادیوں میں دف بجانا جائز ہے۔ علامہ شامی نے اپنے فتاوٰی میں لکھا ہے کہ شادیوں میں دف بجانا عورتوں کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ البحرالرائق میں معراج الدرایہ کے حوالے سے منقول ہے کہ اس مسئلہ کے ذکر کرنے کے بعد کہ نکاح اور اس جیسی خوشی کے موقع پر اگرچہ دف بجانا مباح ہے،

---

[1] الدرالمختار کتاب الشہادات باب قبول الشہادۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۹۶

كل حال للتشبه بالنساء[1] اھ، و
اخرج ابن حبان في صحيحه
عن ام المومنين الصديقة
رضي الله تعالٰى عنها قالت كانت
عندي جارية من الانصار
فزوجتها فقال رسول الله صلى الله
تعالٰى عليه وآله وسلم ياعائشة
الا تغنين فان هذا الحي من
الانصار يحبون الغناء[2]، قال
القاري قال التورپشتي يحتمل ان
يكون على خطاب الغيبة بجماعة
النساء والمراد منهن من تبعها
في ذلك من الاماء والسفلة
فان الحرائر يستنكفن من ذلك
وان يكون على خطاب
الحضور لهن ويكون من
اضافة الفعل الى الأمر به والأذن
فيه قلت ويؤيده الرواية
الأتية ارسلتم معها
من تغني[3] الخ اما

لیکن ہر حال میں مردوں کے لئے مکروہ ہے کیونکہ
اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی
ہے اھ، چنانچہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں سیدہ
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حوالے سے
تخریج فرمائی۔ مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے
پاس قبیلہ انصار کی ایک بچی تھی میں نے اپنی نگرانی
میں اس کی شادی کرائی حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ و
آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم گاتی نہیں ہو؟ کیونکہ
انصار تو گانے کو پسند کرتے ہیں۔ ملا علی قاری نے
فرمایا کہ محدث تورپشتی نے کہا یہاں اس لفظ
"تغنین" میں احتمال ہے کہ غیبت کے طریقے
پر عورتوں کی جماعت سے خطاب ہو اور ان سے
وہ باندیاں اور معمولی عورتیں مراد ہوں جو اس بچی کے
ساتھ بارات میں گئیں اس لئے کہ آزاد عورتیں اس
کام سے نفرت کرتی تھیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ
یہ لفظ صیغہ حاضر کے طریقہ پر ہو جس کی مخاطب عورتیں
ہوں اور فعل کی اضافت آمر اور اجازت دینے والے
کی طرف ہو۔ میں کہتا ہوں کہ آئندہ کی روایت
اس کی تائید کرتی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں "کیا تم
نے دلھن کے ساتھ کسی گویا عورت کو بھیجا ہے؟

---

[1] ردالمحتار کتاب الشہادات باب قبول الشہادۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۸۲

[2] موارد الظمآن الٰی زوائد ابن حبان باب الغناء واللعب فی العرس حدیث ۲۰۲۱ المطبعۃ السلفیۃ ص ۴۹۴
مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ابن حبان فی صحیحہ کتاب النکاح باب اعلان النکاح مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۷۲

[3] مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۱۴

الجلاجل فمن اللهو الباطل و النهی عنها مشهور وفی زبر الصدور مزبور وذٰلك لما فیھا من التطریب وقد کرہ ضرب الساذج علٰی ھیئة الطرب فکیف بما به فی نفسه معیب وقد قدم الفاضل المجیب عن العلامة الشامی عن الفتاوی السراجیة ان ھذا ای جواز ضرب الدف فی العرس اذا لم تکن له جلاجل ولم یضرب علٰی ھیئة الطرب[1] اھ ولم یثبت وجودھا فی الدفوف فی زمن الحدیث والرسالة بل ھو لھو حدیث اخترعه بعدہٗ اھل اللعب والبطالة فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ (فجعلت جویریات لنا) بالتصغیر قیل المراد بھن بنات الانصار لا المملوکات (یضربن بالدف) قیل تلك البنات لم یکن بالغات حد الشھوۃ وکان دفھن غیر مصحوب بالجلاجل قال اکمل الدین المراد به

رہا یہ کہ دف کی آواز گھنگھرو اور گھنٹی کی جھنکار کی طرح ہو تو یہ لہو باطل میں شمار ہے اور اس سے ممانعت مشہور ہے، چنانچہ یہ سینوں کی تختیوں پر لکھا ہوا ہے اس لئے کہ اس میں خوش آوازی اور سریلاپن ہے، حالانکہ فقہائے کرام نے کسی سادہ چیز کو گانے کی شکل اور ہیئت پر بجانے کو مکروہ قرار دیا ہے پھر اس کا کیا کہنا جو بذاتہٖ عیب دار ہو، چنانچہ فاضل مجیب علامہ شامی سے بحوالہ فتاوی سراجیہ پہلے نقل کیا ہے کہ شادی میں دف بجانے کا جواز اس شرط سے مشروط ہے کہ اس میں ٹن ٹن کی آواز نہ ہو اور وہ گانے کی ہیئت پر بھی نہ بجایا جائے اھ حدیث اور رسالت کے زمانے میں دف کے لئے ٹن ٹن کی سریلی آواز نہ تھی بلکہ یہ کھیل تماشے کی باتیں زمانۂ رسالت کے بعد ارباب باطل نے ایجاد و اختراع کرلیں، چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ ہمارے ہاں چند چھوٹی بچیاں تھیں جو دف بجارہی تھیں، یہاں حدیث میں لفظ جویریات ہے جو جویریہ کی جمع اور صیغۂ تصغیر ہے۔ کہا گیا کہ ان سے انصار کی چھوٹی بچیاں مراد ہیں لہذا باندیاں مراد نہیں، اور یہ بھی کہا گیا کہ مکمل جوان نہ تھیں اور ان کی دف کی آواز سریلی اور ٹن ٹن والی نہ تھی۔ چنانچہ علامہ اکمل الدین نے فرمایا ان کی دف سے زمانہ متقدمین

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ما علیہ الجلاجل فینبغی ان یکون مکروھا بالاتفاق[1] اھ ملخصاً ولا یذھبن عنک ان اللھو حقیقتہ حرام کلھا دقھا وجلھا اما ما ابیح فی العرس ونحوہ من ضرب الدف وانشاد الاشعار المباحۃ بالقصد المباح او المندوب لا للتلھی واللعب المعیوب فانما سمی لھواً صورۃً کما سمیت السنن الثلث ملاعبۃ الفرس والمرأۃ والرمی بذلک لذلک بالضرورۃ فلا منافاۃ بین حدیث قرظۃ بن کعب وابی مسعود رضی اللہ تعالٰی عنھما وقول المحقق العینی وغیرہ انما کان منھیا اذا کان للھو اما لغیرہ فلاباس کطبل الغزاۃ والعرس[2]، قال فی ردّ المحتار نقلا عن الکفایۃ شرح الھدایۃ اللھو حرام بالنص قال علیہ الصلٰوۃ والسلام لھو المؤمن باطل الا فی ثلث تادیبہ فرسہ

کی دف مراد ہے۔ رہی وہ دف کہ جس کی گھنٹی جیسی آواز اور جھنکار ہو تو وہ بالاتفاق مکروہ ہے (ملخص پورا ہوگیا) یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ درحقیقت ہر لہو حرام ہے خواہ آلاتِ لہو کی آواز باریک ہو یا موٹی۔ رہی یہ بات کہ شادی وغیرہ کے موقع پر دف بجانا مباح ہے اور مندوب ارادے سے جائز اشعار پڑھنا بشرطیکہ معیوب طریقے پر نہ ہو، تو ان تمام باتوں کے مباح ہونے کا حکم ہے البتہ اسے صورۃً لہو کہا گیا جیسا کہ تین کاموں کو (یعنی عورت اور گھوڑے سے کھیلنا اور تیر اندازی کرنا) جو درحقیقت سنّت ہیں۔ اسی وجہ سے اس ضرورت کی بنا پر انھیں لہو کا نام دیا گیا لہذا قرظہ بن کعب اور ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث اور محقق عینی وغیرہ کے کلام میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ دف بجانے کا جواز اس صورت میں ہے کہ جب بطور لہو نہ ہو ورنہ منع ہے۔ اس کی مثال جیسے غازیوں کا طبلہ اور شادیوں میں دف بجانا ہے۔ علامہ شامی نے کفایہ شرح ہدایہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ نص کی بنیاد پر لہو حرام ہے چنانچہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تین کھیلوں کے علاوہ مسلمان کا ہر کھیل باطل ہے: (۱) گھوڑے

---

[1] مرقات المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۰۱

[2]

وفی روایۃ ملاعبتہ بفرسہ ورمیہ عن قوسہ وملاعبتہ مع اھلہ[1] اھ

قلت رواہ الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلفظ کل شیئ من لھو الدنیا باطل الا ثلثۃ انتضالک بقوسک وتادیبک فرسک وملاعبتک اھلک فانھا من الحق ھذا مختصر وقال صحیح علی شرط مسلم[2]، ونازعہ الذھبی وصحح ابوحاتم وابوزرعۃ ارسالہ من طریق محمد بن عجلان عن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فذکرہ فی نصب[3] الرایۃ، قلت محمد صدوق من رجال مسلم وعبداللہ ثقۃ عالم

کو ادب سکھانا یعنی جہاد کے لئے تیار کرنا، ایک، دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اپنے گھوڑے سے کھیلنا (۲) کمان سے تیراندازی کرنا (۳) اپنی بیوی سے کھیلنا اھ۔ میں کہتا ہوں کہ امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حدیث مذکور کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے: "سوائے تین کھیلوں کے دنیا کا ہر کھیل باطل ہے (۱) اپنی کمان سے تیراندازی کرنا (۲) اپنے گھوڑے کو شائستگی سکھانا (۳) اپنی گھر والی یعنی اہلیہ کے ساتھ کھیلنا، یہ تینوں جائز ہیں۔ یہ حدیث مختصر ہے۔ حاکم نے کہا کہ یہ شرطِ مسلم کے مطابق صحیح ہے۔ علامہ ذہبی نے اس میں نزاع کیا ہے۔ ابوحاتم اور ابوزرعہ نے اس کے ارسال کو صحیح قرار دیا ہے جو محمد بن عجلان کے طریقے سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین سے مروی ہے چنانچہ اس نے کہا کہ مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا پھر اس نے حدیث مذکور بیان کی، نصب الرایہ میں یہی کہا گیا ہے، میں کہتا ہوں کہ محمد نامی راوی سچا ہے مسلم کے رجال میں سے ہے، عبداللہ راوی ثقہ اور عالم

[1] رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۲۲

[2] المستدرک للحاکم کتاب الجہاد دار الفکر بیروت ۲/۹۵

[3] نصب الرایۃ لاحادیث الہدایۃ کتاب الکراہیۃ فصل فی البیع المکتبۃ الاسلامیۃ ریاض ۴/۲۷۳

من رجال الستۃ کلاھما من صغار التابعین فالحدیث صحیح علی اصولنا علی ان النسائی روی بسند حسن عن جابر بن عبداللہ وجابر بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال کل شیئ لیس من ذکر اللہ فھو لھو ولعب الا ان یکون اربعۃ ملاعبۃ الرجل امرأتہ وتادیب الرجل فرسہ، ومشی الرجل بین الغرضین وتعلیم الرجل السباحۃ[1] واخرج الطبرانی فی الاوسط عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل لھو یکرہ الا ملاعبۃ الرجل امرأتہ ومشیہ بین الھدفین وتعلیمہ فرسہ[2]، فالحدیث صحیح لاشك وکان ھذا ھو مراد الفاضلین الکاملین ذوی الریاسۃ والسلامۃ والنفاسۃ والکرامۃ المجیب

ہے، صحاح ستّہ کے رجال میں سے ہے، دونوں اشخاص مذکور چھوٹے تابعین میں سے ہیں لہٰذا حدیث ہمارے اصول وقواعد کے مطابق صحیح ہے، اس کے علاوہ امام نسائی نے اچھی سند کے ساتھ اسے جابر بن عبداللہ اور جابر بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہم کے حوالے سے حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے روایت کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا: "ہر وہ چیز جس میں ذکرِ الٰہی نہ ہو وہ کھیل اور تماشہ ہے لیکن چار چیزیں اس سے مستثنٰی ہیں (۱) مرد کا اپنی بیوی سے کھیلنا (۲) اپنے گھوڑے کو شائستگی سکھانا (۳) مرد کا دونشانوں کے درمیان چلنا (۴) تیراکی سکھنا" امام طبرانی نے "الاوسط" میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے یہ تخریج فرمائی کہ ہر کھیل مکروہ ہے سوائے تین کاموں کے (۱) مرد کا اپنی بیوی سے کھیلنا (۲) تیراندازی کے دو نشانوں کے درمیان چلنا (۳) اپنے گھوڑے کو سکھانا۔ لہٰذا حدیث بلاشبہ صحیح ہے، اور دو فاضلوں کاملوں کی، شادی کے لہو مباح ہونے سے یہی مراد ہے جو ریاست سلامت نفاست کرامت والے ہیں ایک جواب دینے والا اور دوسرا

---

[1] کنز العمال بحوالہ ن (النسائی) عن جابر بن عبداللہ وجابر بن عمیر حدیث ۴۰۶۱۲ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۵/ ۲۱۱

[2] المعجم الاوسط حدیث ۱۷۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/ ۹۰

والمؤید باباحة اللھو فی العرس اما ضرب بندقة الرصاص لاعلان النکاح فلا شك ان الاعلان مطلوب فیه مندوب الیه فصلاً بین النکاح والسفاح الذی یکتم ولا یعلم والمقصود اعلام الاباعد والاقاصی فان الحضور یعلمونه بالحضور ولذا امر بضرب الدفوف واضطراب الاصوات علی وجه المعروف فان العلم للقاضی انما یحصل بما ھو متعارف عندھم وقد شمله قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فصل مابین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح[1]، رواہ الائمة احمد والترمذی والنسائی وابن ماجة وابن حبان والحاکم عن محمد بن حاطب الجمحی رضی الله تعالٰی عنه حسنه الترمذی وصححه ابن حبان والدارقطنی والحاکم وابن طاھر فلم یخص بالدف بل اطلق الصوت

اس کی تائید کرنے والا ہے۔ رہی یہ بات کہ قلعی کی رائفل سے نکاح کی تشہیر اور اعلان کرنا تو یہ مطلوب و مندوب ہے تاکہ نکاح اور بدکاری میں امتیاز ہوجائے کیونکہ بدکاری کو چھپایا جاتا ہے بتایا اور ظاہر نہیں کیا جاتا، جبکہ نکاح کی تشہیر کی جاتی ہے کیونکہ اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ انتہائی دور والے لوگ بھی آگاہ ہوجائیں کیونکہ قریب کے لوگ تو قُرب وجوار میں ہونے کی وجہ سے اس معاملے کو بخوبی جانتے ہیں اس لئے دف بجانے اور آوازوں کے پھیلانے کا حکم طریقۂ معروف کے مطابق دیا گیا ہے تاکہ قاضی کے لئے حصولِ علم اس کے مطابق ہوجائے جو لوگوں میں متعارف ہے اور حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اس کو شامل ہے کہ حلال حرام میں فرق' نکاح کے موقع پر اعلان کرنے اور دف بجانے سے ہے۔ چنانچہ ائمہ کرام مثلاً احمد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے محمد بن حاطب جمحی کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے، امام ترمذی نے اسکی تحسین فرمائی۔ ابن حبان، دارقطنی، حاکم اور ابن طاہر نے اس کو صحیح قرار دیا ہے لہذا اعلان نکاح کو شارع نے دف بجانے کے ساتھ

---

[1] جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۹
سنن النسائی کتاب النکاح اعلان النکاح بالصوت الخ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۹۰
سنن ابن ماجہ ابواب النکاح " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸
مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۱۸ و ۴/ ۲۵۹

وغایر بالعطف والبندقۃ صوت یحصل بہ الاعلام بل ادخل فی المرام قال القاری قال ابن الملک المراد الترغیب الی اعلان امر النکاح بحیث لایخفی علی الاباعد قال فی شرح السنۃ معناہ اعلان النکاح واضطراب الصوت بہ والذکر فی الناس کما یقال فلان قد ذھب صوتہ فی الناس[1] اھ فالنھی مفقود ویفید المقصود فالجواز موجود والمنع مردود وھل لاحد ان ینھی عما لم ینہ عنہ اللہ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اما زعم بعض جھلۃ الوھابیۃ ولعمری ما فی الوھابیۃ الا الجھلۃ انہ اسراف والاسراف حرام، فجھل منھم بمعنی الاسراف و

مخصوص نہیں کیا بلکہ صوت کو مطلق رکھا گیا اور دونوں میں حرف "و" تغایر کے لئے بڑھایا گیا اور دانقل سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے کہ جس سے آگاہی نصیب ہوتی ہے بلکہ اسے مقصود میں زیادہ دخل ہے، ملا علی قاری نے فرمایا علامہ ابن ملک نے کہا کہ اس سے امرِ نکاح کے اعلان کرنے کی رغبت مقصود ہے تاکہ دور دراز والے لوگوں پر یہ معاملہ پوشیدہ نہ رہے۔ شرح السنۃ میں فرمایا گیا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نکاح کا اعلان اور اس کی آواز کی نشر واشاعت ہو جائے اور لوگوں میں اس کا تذکرہ ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کی آواز لوگوں میں پھیل گئی اور ان تک پہنچ گئی۔ خلاصہ کلام یہ کہ نہی مفقود اور افادہ مقصود ہے اور جواز موجود اور ممانعت مردود ہے، کیا کسی کے لئے گنجائش ہے کہ جس کام سے اللہ تعالٰی اور اس کے رسول گرامی منع نہ فرمائیں اس سے لوگوں کو روکے، ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالٰی کی شان عظیم ہے اور اس کے رسول کریم پر اس کی طرف سے ہدیۂ درود وتسلیم ہو۔ رہا بعض جاہل وہابیوں کا یہ خیال کہ یہ اسراف ہے، مجھے اپنی بقا کی قسم وہابیوں میں سوائے جہالت کے کچھ نہیں۔ لہذا قولِ وہابیہ کہ یہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے، تو

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۱۳

اعظم منه ان اجهلهم تلا فی تحریمه آیة ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین[1]، ولم یدر المسکین ما فی الانفاق فی غرض محمود وفی مذموم او فی عبث من بون مبین ولو کان کل انفاق شیئ فی غرض مباح بل ومحمود اسرافا مذموما اذا امکن حصوله باقل منه لکان کل توسع فی مأکل او مشرب او منکح او مرکب او ملبس او مسکن حراما وھو خلاف الاجماع والنصوص الصریحة بغیر نزاع وھذا ربنا عزّ و جلّ قائلا قل من حرّم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق[2]، وھذا نبینا صلی اللہ تعالٰی علیه وآله وسلم قائلا ان اللہ تعالٰی یحب ان یرٰی اثر نعمته

ان کا یہ قول معنی اسراف سے جہالت ہے اور اس سے بھی عظیم جہالت ان کے بڑے جاہل سے صادر ہوئی اس نے اس کام کی حرمت میں قرآن مجید کی آیۂ مبارکہ پڑھلی "بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں" اور وہ بیچارہ یہ نہ سمجھا کہ اچھی اور بُری غرض اور بے فائدہ کام میں خرچ کرنے میں کتنا واضح اور کھلا فرق ہے، اگر ہر خرچ کرنا مباح کام میں بلکہ اچھی غرض میں اسراف اور مذموم ہوتا تو جب اس کا اس سے معمولی درجہ میں بھی حصول ممکن ہوتا پھر کھانے، پینے، نکاح کرنے، سواری، لباس اور جائے سکونت اور ان سب میں وسعت اختیار کرنا حرام ہوتا حالانکہ یہ اتفاقِ امت کے بالکل خلاف ہے اور صریح نصوص اس میں بغیر کسی نزاع کے وارد ہیں۔ غور کیجئے کہ ہمارا پروردگار عزت وعظمت کا مالک اپنے محبوب کریم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمارہا ہے: فرما دیجئے کس نے حرام کر دی اللہ تعالٰی کی وہ زیب وزینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر فرمائی اور وہ پاکیزہ کھانے کی چیزیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالٰی اس بات کو پسند

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۲۷

[2] ؍؍ ۷/ ۳۲

علی عبده رواه الترمذی[1] و
حسنه والحاكم وصححه عن عبد الله
ابن عمرو بن العاص رضی الله
تعالٰی عنهما مع قوله صلی الله
تعالٰی علیه وسلم فی الحدیث
الصحیح بحسب ابن اٰدم لقیمات
یقمن صلبه[2] الحدیث ، وجعل
لمن ابی التثلیث وقد اجمعوا
علٰی جوازه حتی الشبع و
انت تری هٰؤلاء الناهین
المجترئین علی الله تعالٰی
بما تصف السنتهم الکذب[3] ، ان
هذا حرام وهذا ممنوع
یاکلون الالوان ویلبسون الرقاق
ویفعلون یفعلون ولو اجتزؤا
بعشر ما انفقوا لکفٰی ، وضرب
الدف ایضًا لا یخلو عن نفقة
اما ثمن و اما اجرة

فرماتا ہے کہ اپنے کسی بندے پر آثارِ نعمت دیکھے،
چنانچہ امام ترمذی نے اس کو روایت کرکے اس
کی تحسین فرمائی، اور حاکم نے اس کو عبد اللہ
بن عمرو سے روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا۔
اس کے باوجود کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
حدیثِ صحیح میں یہ ارشاد موجود ہے، ابن آدم
کے لئے غذا کے چند لقمے کافی ہیں جو اسکی پیٹھ
کو سیدھا رکھیں (الحدیث)۔ یہ اس کے لئے
مقرر فرمایا جس نے تین لقموں کا انکار کیا حالانکہ
اس کے جواز پر ائمہ کرام نے اتفاق کیا، تم دیکھتے
ہو کہ ان روکنے والوں، اللہ تعالٰی پر جرأت کرنے
والوں کو ایسی چیز سے جو ان کی زبانیں جھوٹ
بیان کرتی ہیں کہ یہ حرام ہے اور یہ منع ہے کہ
لوگ رنگا رنگ کھانے کھاتے ہیں باریک اور
پتلا لباس پہنتے ہیں اور یہ اور وہ کرتے ہیں،
کاش وہ لوگ اس دسویں حصے پر اکتفا کرتے
جو انھوں نے خرچ کیا تو کافی تھا، اور یہ بھی
خیال رہے کہ دف بجانا بھی خرچ سے خالی

---

[1] جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء ان اللہ یحب ان یرٰی اثرہ الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۵
المستدرک للحاکم کتاب الاطعمہ ،، ،، ،، ،، ،، دار الفکر بیروت ۴/ ۱۳۵
[2] جامع الترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی کراہیۃ کثرۃ الاکل امین کمپنی دہلی ۲/ ۶۰
سنن ابن ماجہ ابواب الاطعمہ باب الاقتصاد فی الاکل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۴۸
الترغیب والترہیب الترہیب من الامعاء فی الشبع مصطفی البابی مصر ۳/ ۱۳۶
[3] القرآن الکریم ۴/ ۳۶

۲۳۔ ولعله قد یفوق ثمن البارود وانما السرف الصرف الیٰ غرض لایحمد وتعدی القصد وتجاوز الحد فانظر ان ھذا امن ذاك والله یتولی ھداك نعم من اراد التفاخر فذلك الحرام جملۃ واحدۃ ان[1] الله لایحب من کان مختالاً فخوراً ولا اختصاص لھذا بالدف والبندقۃ بل لوتلا القراٰن ونوی التفاخر لکان حراما محظورا والتالی اثما موزوراً کما لایخفٰی فھذا ما عندنا فی الباب وربنا سبحٰنه اعلم بالصواب وصلی الله تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰینا والاٰل والاصحاب اٰمین۔

$\frac{2}{2}$

نہیں یا تو دف خریدنے پر خرچ آئے گا یا بجانے کی اجرت دینی پڑے گی اور شاید یہ بارود کی قیمت سے زیادہ ہو، اور خالص اسراف یہ ہے کہ ایسی غرض کے لئے خرچ کیا جائے جس میں کوئی حُسن و خوبی اور فائدہ نہ ہو، اور یہ میانہ روی سے متجاوز ہو لہٰذا غور کیجئے کہ یہ کہاں اور وُہ کہاں (بلکہ دونوں میں واضح فرق ہے) اور اللہ تعالٰی تیری ہدایت کا مالک ہے۔ ہاں اگر کسی نے آپس کے خرچ کرنے سے فخر کرنے کا ارادہ کیا تو یہ بالکل حرام ہے کیونکہ اللہ تعالٰی اترانے والے فخر کرنیوالے کو پسند نہیں کرتا، لہٰذا حرمت کا دف اور بندوق سے کوئی اختصاص نہیں بلکہ اگر آپس میں تفاخر سے تلاوتِ کلام پاک کی جائے تو یہ بھی حرام اور ممنوع ہے، پس اس صورت میں تلاوت کرنے والا گنہگار اور گناہ برداشتہ ہوگا جیسا کہ مخفی نہیں، لہٰذا اس باب میں ہماری یہی تحقیق ہے، اور ہمارا پاک پروردگار راہِ صواب کو اچھی طرح جانتا ہے، ہمارے آقا و سردار اور ان کی آل اولاد و صحابہ پر اللہ تعالٰی کی خصوصی بارانِ رحمت ہو، آمین! (ت)

مسئلہ ۹۷: از مدراس جنیا دھاری وسنگ شب گرامین اسٹریٹ مرسلہ مولوی حاجی سید عبدالغفار صاحب بنگلوری۔

پھولوں کا سہرا جس میں نلکیاں اور پنی وغیرہ نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان کرو تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

پھولوں کا سہرا جیسا سوال میں مذکور رسوم دنیویہ سے ایک رسم ہے جس کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت نہیں، نہ شرع میں اس کے کرنے کا حکم آیا، تو مثل اور تمام عادات و رسوم مباحہ کے مباح رہے گا۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۳۶

شرع شریف کا قاعدہ کُلیہ یہ ہے کہ جس چیز کو خدا و رسول اچھا بتائیں وہ اچھی ہے اور جسے بُرا فرمائیں وہ بُری اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرع سے نہ اس کی خُوبی نکلے نہ بُرائی وہ اباحتِ اصلیہ پر رہتی ہے کہ اس کے فعل و ترک میں ثواب نہ عقاب۔ یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اکثر جگہ کام آئے گا، آجکل مخالفینِ اہلسنّت نے یہ روش اختیار کرلی ہے کہ جس چیز کو چاہا شرک، حرام، بدعت، ضلالت کہنا شروع کردیا اگرچہ وہ فعل صحابہ کرام یا تابعینِ عظام یا ائمہ اعلام سے ثابت ہو، اگرچہ وہ فعل اُس نیک بات کے عموم و اطلاق میں داخل ہو جس کی خوبیاں صریح قرآن مجید و حدیث شریف میں مذکور ہیں، پھر سہرے وغیرہ رسمی باتوں کی تو کیا حقیقت ہے، اور اس پر طُرّہ یہ ہوتا ہے کہ اہلسنّت سے پوچھتے ہیں تم جو ان چیزوں کو جائز بتاتے ہو قرآن و حدیث میں کہاں جائز لکھا ہے حالانکہ ان کو اپنی خوش فہمی سے اتنی خبر نہیں کہ جائز کہنے والا دلیل خاص کا محتاج نہیں، جو ناجائز کہے وہ قرآن و حدیث میں دکھائے کہ ان افعال کو کہاں ناجائز کہا ہے، کیا اہلسنّت پر لازم ہے کہ وہ جس جس چیز کو جائز و مباح بتائیں اس کی خاص صورت کا حکم صریح قرآن مجید و احادیث شریف میں دکھائیں اور تم پر کچھ ضرور نہیں کہ جس چیز کو حرام بدعت گمراہی کہو خاص اس کی نسبت ان حکموں کی تصریح کتاب و سنّت میں دکھادو۔ ان امور کی قدرے تفصیل مسئلہ قیام میں فقیر نے ذکر کی اور تحقیق کامل تصانیفِ علمائے اہلسنت میں ہے۔ شکر اللہ تعالٰی مساعیہم الجمیلۃ۔

جب یہ قاعدہ شرعیہ معلوم ہولیا تو سہرے کا حکم خود ہی کُھل گیا۔ اب جو ناجائز، حرام، بدعت، ضلالت بتائے وہ خود قرآن مجید و حدیث شریف سے ثابت کر دکھائے، ورنہ جانِ برادر! شرع تمہاری زبان کا نام نہیں کہ جسے چاہو بے دلیل حرام و ممنوع کہہ دو۔ اور سفہائے مخالفین جو اس قسم کے مسائل میں حدیث من احدث فی امرنا[1] وغیرہ پیش کرتے ہیں محض بے محل و اغوائے جُہّال کہ اس قدر تو طائفہ اسمٰعیلیہ کو بھی مسلّم کہ بدعتِ ضلالت وہی ہے جو بات دین میں نئی پیدا ہو اور دنیوی رسوم و عادات پر حکمِ بدعت نہیں ہوسکتا مثلاً انگرکھا پہننا، پلاؤ کھانا یا دُولھا کو جامہ پہنانا، دُلہن کو پالکی میں بٹھانا۔ اسی طرح سہرا کہ اُسے بھی کوئی دینی بات سمجھ کر نہیں کرتا، نہ بغرضِ ثواب کیا جاتا ہے بلکہ سب ایک رسم ہی جان کر کرتے ہیں، ہاں اگر کوئی جاہل اجہل ایسا ہو کہ اُسے دینی بات جانے، تو اس کی اس بیہودہ سمجھ پر اعتراض صحیح ہے، اسی طرح سہرے کے باب میں حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم[2] (جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہوجائے گا۔ ت)

---

[1] صحیح البخاری کتاب الصلح ۱/۳۷۱ و صحیح مسلم کتاب الاقضیہ ۲/ ۷۷

[2] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشہرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۳

پیش کرنا اور یہ کہنا کہ ہندو بھی سہرا باندھتے ہیں تو اُن سے مشابہت نکلے گی محض غلط کہ حدیث میں لفظ تشبّہ مذکور ہے اور اُس کے معنٰے اپنے آپ کو کسی کے مشابہ بنانا تو حقیقۃً یا حکماً قصدِ مشابہت پایا جانا ضرور ہے، مثلاً ایک شخص کوئی فعل خاص اس نیت سے کرے کہ کفار کی سی شکل پیدا ہو اگرچہ وہ یہ ارادہ نہ کرے مگر وہ فعل شعارِ کفار اور ان کی علامتِ خاصہ ہو جس سے وُہ پہچانے جاتے ہوں، جیسے سر پر چوٹیاں، ماتھے پر ٹیکہ، گلے میں جینوا، الٹے پردے کا انگرکھا وعلٰی ہذا القیاس۔ تو بیشک ان صورتوں میں ذم ووعید وارد۔ اور حدیث من تشبّہ اس پر صادق، نہ یہ کہ مطلقاً کسی بات میں اشتراک موجبِ ممانعت ہو۔ یوں تو انگرکھا ہم بھی پہنتے ہیں ہندو بھی پہنتے ہیں، پھر کیا اس وجہ سے انگرکھا پہننا ہم پر حرام ہو جائے گا، اور اگر پردے کا فرق کفایت کرے تو کیا تکلیوں اور ریتی کا نہ ہونا اور اس سہرے کی صورت اُن کے سہرے سے جدا ہونا کافی نہ ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ بربنائے تشبّہ کسی فعل کی ممانعت اُسی وقت صحیح ہے کہ جب فاعل کا قصدِ مشابہت ہو یا وہ فعل اہلِ باطل کا شعار وعلامتِ خاصہ ہو جس کے سبب سے وہ پہچانے جاتے ہوں، یا اگر خود اُس فعل کی مذمت شرعِ مطہر سے ثابت ہو تو بُرا کہا جائے گا ورنہ ہرگز نہیں، اور سہرا ان سب باتوں سے پاک ہے۔

یہ قاعدہ بھی ضرور یاد رکھنے کا ہے جس سے مخالفین کے اکثر اوہام کا علاج ہوتا ہے،

درمختار میں بحرالرائق سے منقول:

التشبہ بھم لایکرہ فی کل شیئ بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ[1]

اہلِ کتاب سے تشبّہ ہر چیز میں مکروہ نہیں بلکہ بُری بات میں۔ اور وہاں کہ ان سے مشابہت کا قصد کیا جائے۔

مولٰنا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتے ہیں:

انا ممنوعون عن التشبیہ بالکفرۃ واھل البدعۃ فی شعارھم لامنھیون عن کل بدعۃ ولوکانت مباحۃ سواءٌ کانت من افعال اھل السنۃ اومن

ہم کو یہ منع ہے کہ کفار و اہل بدعت کے شعار میں تشبّہ کریں نہ یہ کہ ہر بدعت منع ہو اگرچہ مباح ہو، اب چاہے وُہ اہلسنت کے افعال سے ہو یا کفار مبتدعین کے فعلوں سے، تو مدارِ کار

---

[1] الدرالمختار باب مایفسد الصلوٰۃ الخ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۰

افعال الکفرۃ واھل البدعۃ فالمدار علی الشعار[1] شعار پر ہے۔

بالجملہ خلاصہ یہ ہے کہ سہرا نہ شرعاً منع نہ شرعاً ضروری یا مستحب، بلکہ ایک دنیوی رسم ہے، کی تو کیا، نہ کی تو کیا۔ اس کے سوا جو کوئی اسے حرام گناہ بدعت ضلالت بتائے وہ سخت جھوٹا، برسر باطل، اور جو اسے ضروری لازم اور ترک کو شرعاً موجبِ تشنیع جانے وہ بڑا جاہل۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم

کتبــــــــــــــــــــــــــہ

عبدہ المذنب الفقیر احمد رضا البریلوی عفی عنہ

رسالہ

ھادی الناس فی رسوم الاعراس

ختم ہوا

---

[1] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۸۵